الحمد للہ والمنۃ

مجموعۂ رسائل

عقیدۂ شریفہ
المعیار
لبعض الآیات
مکتوب ملتانی

مؤلفات

حضرت بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایت خلیفہ دوم رضی اللہ عنہ

حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام

منجانب: دارالاشاعت کتب سلف صالحین جمعیۃ مہدویہ

واقع دائرہ زمستان پور مشیرآباد حیدرآباد آندھرا پردیش

بار اول سنہ ۱۴۱۲ھ

ہدیہ ۱۰ روپے

مطبوعہ اعجاز پریس

تعداد ایک ہزار

کتابت: سید موسیٰ یداللٰہی

(معاونین کو بلا ہدیہ)

۳۲	آپؑ نے بعض آیات کا مجتہدوں مفسروں کے عقیدے کیخلاف بیان کیا ہے	۵.
۳۳	مثلاً حصر ایمان کے لئے. آیت شریفہ؛ اِنَّمَا المومنون الَّذِین اذا ذُکِرَ اللّٰہ وجلت قلوبھم الخ	۵
۳۴	آیت شریفہ میں مذکورہ اوصاف رکھنے والا مومن ہوگا.	
۳۵	دوزخ میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے کا حکم اس آیت سے بیان کیا. بَلٰی من کسب سیئۃ واحاطت بہ (الخ)	
۳۶	کسی مومن کو عمداً قتل کرنے والا ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا.	
۳۷	دوزخ کا وعدہ اس آیت سے ظاہر کیا. مَنْ کَانَ یُرِیدُ العاجلۃ (الخ)	
۳۸	ترک حیات دنیا کا حکم اس آیت سے ظاہر فرمایا. مَنْ عَمِلَ صالحًا من ذکرٍ او اُنثٰی وھو مومن	صفحہ ۶.
۳۹	خدا کے سوائے ہر چیز سے دور رہنے کا حکم: یاایھا الذین امنوا اتقوا اللہ ولتنظر نفس ما قدمت (الخ)	″
۴۰	ذکر دوام کا حکم؛ فاذا قضیتم الصلوٰۃ فاذکروا اللہ قیامًا وقعودًا. الخ	
۴۱	حضرت سید خوندمیرؓ نے فرمایا کہ مہدویوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ حضرت امام علیہ السلام پہلی مرتبہ ملاقات کے بعد سے آپؑ کے وصال تک یہ بندہ (بندگی سید خوندمیرؓ) آپؑ کی صحبت میں رہا ان احکام میں سے کسی حکم بھی کوئی فرق نہ دیکھا آپؑ کے بیان میں تاویل وتحویل کرنے والا بلاشبہ آپؑ کے بیان کا مخالف ہوگا.	

فہرست مضامین "المعیار"

۱	حمد ونعت کے بعد، حضرت مہدیؑ اور آپؑ کے اصحاب کی معرفت کا بیان	۷
۲.	بعض لوگ ناشائستہ باتیں اصحابؓ سید محمدؑ سے منسوب کرتے ہیں	۸
۳.	اللہ تعالیٰ جس شخص کو اپنا قرب عطا کرنا چاہتا ہے مخلوق کو اس کا دشمن بنا دیتا ہے.	
۴.	مخلوق سے منھ پھیر لینے کی خواہش کے باوجود انسان دوسرے انسانوں کی طرف مائل ہو ہی جاتا ہے.	۹
۵.	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی طرف مائل ہوتے سے بچالیا.	
۶.	اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کے لئے شیطان اور جن کو دشمنی کے لئے مقرر کیا تھا.	
۷.	حضرت مہدیؑ اور آپ کے اصحابؓ تابع رسول اللہ صلعم ہیں اس لئے مخلوق انکی دشمن ہے	
۸	الزام یہ ہے کہ حضرت سید محمدؑ کے اصحابؓ نے اپنی ناک کو آلۂ ذکر بنالیا ہے.	

۹	حقیقتاً اصحابؓ مہدی ذکر میں بھی آنحضرت صلعم کی پیروی کرتے ہیں۔	۱۰
۱۰	آنحضرت صلعم اور دوسرے پیغمبروں کو ذکر خفی کا حکم دیا گیا تھا۔	
۱۱	ذکر اللہ سانس کے ذریعہ دل میں قرار پاتا ہے۔ خطرے اور اوہام دور ہوتے ہیں سانس سارے بدن میں جاتی ہے۔	۱۱
۱۲	ذکر خفی پاس انفاس کے بغیر ذاکر کا وجود ریاکاری اور خودبینی کی گندگی سے پاک نہیں ہوتا، نہ ذکر دوام حاصل ہوتا ہے۔	
۱۳	ذکر اللہ سے غفلت اہل جہنم کی صفت ہے	۱۲
۱۴	ذکر دوام کے بغیر نفسانی خواہشات سے چھٹکارا ممکن نہیں ہے	۱۳
۱۵	لا الٰہ الا اللہ ایمان کو ایسا ہی اگاتا ہے جیسا کہ پانی ترکاری کو اگاتا ہے۔ احادیث	۱۴
۱۶	اصحابؓ مہدی ذکر اللہ کے ذریعہ اطمینان قلب حاصل کرنا چاہتے ہیں	
۱۷	ذاکر صرف خدائے واحد کو یاد رکھے اور اپنے آپ اور ذکر کو بھی فراموش کردے بذریعہ لا الٰہ الا اللہ،	۱۵
۱۸	تمام پیغمبر کلمۂ طیبہ کی تلقین کے لئے آئے تھے۔	۱۶
۱۹	صحابۂ مہدیؑ کی طرف کفر وضلالت کو منسوب کرنا عین گمراہی ہے۔	۱۷
۲۰	ان حالات میں خدا کے دوستوں کو صبر کرنا اور بلا سے نہ ڈرنا چاہیئے۔	
۲۱	آنحضرت صلعم کا عمل وحی ربانی تھا، اسلئے نفس پرست آپ کی مخالفت کرتے تھے	۱۸
۲۲	محی الدین ابن عربیؒ کہتے ہیں کہ عالم مہدیؑ کے دشمن ہو جائیں گے۔	۲۰
۲۳	الزام یہ ہے کہ صحابۂ مہدیؓ تمام کتابوں کے منکر ہیں وغیرہ۔	
۲۴	صحابۂ تفسیر بالرائے نہیں کرتے اور صحابہؓ کسب کو حرام نہیں جانتے۔	۲۱
۲۵	صحابہؓ اللہ کے دیدار اور معرفت کی باتیں کرتے ہیں۔	۲۵
۲۶	دیدار کے طالب کو مرنے سے پہلے مرو، کا مرتبہ حاصل کرنا چاہیے یعنی بشریت کو فنا کرنا چاہیئے۔	۲۶
۲۷	دیدار خدا دنیا میں ممکن ہے۔	۲۷
۲۸	عالم، علم کے ذریعہ مال دولت، مرتبہ و منزلت حاصل کرکے فساد کرتا ہے۔	۳۲

٢٩	منکرین مہدیؑ سے ایساہی اختلاف کرتے ہیں جیسا کہ آنحضرتؐ صلعم سے کرتے تھے	۳۳
۳٠	احادیث متعلقہ شناخت مہدی موعودؑ	۳۴
۳١	حدیث ابوذر رضی اللہ عنہ	۳٦
۳٢	احادیث مہدیؑ متواتر ہیں	۳۹
۳۳	احادیث میں بیان کردہ اوصاف حضرت مہدیؑ میں موجود تھے	۴٠
۳۴.	جھٹلانے والوں پر ان کے جھوٹ کا وبال ہوگا.	۴١
.۳۵	جو حکم کتاب وسنت سے ثابت ہو، موجب تصدیق ہے	-۴٢

فہرست مقصد ثانی

١	ایمان کے گھٹنے اور بڑھنے میں اختلاف ہے	۴۳
٢	اگر ایمان تصدیق ہے تو گھٹنے بڑھنے کو قبول نہیں کرتا.	
.۳	اگر ایمان عمل و تصدیق ہے تو اضافہ اور کمی کو قبول کرے گا.	
.۴	حقیقتاً تصدیق زیادتی و کمی کو قبول کرتی ہے.	
.۵	آیت شریفہ لیطمئن قلبی الخ تصدیق یقینی کے زیادتی قبول کرنے پر دلالت کرتی ہے	۴۴
.٦	ایمان زیادتی کو قبول کرتا ہے.	۴۵
.٧	اعمال دین میں داخل نہیں ہیں اور ایمان کی حقیقت تصدیق ہے	.۴۵
.٨	تارک اعمال حقیقت ایمان سے خارج نہیں ہوتا حسب قول امام شافعیؒ	۴٦
.٩	زیادہ ہوتا ہے ایمان زمانوں کی زیادتی سے کیونکہ وہ عرض ہے	
.١٠	قدریہ کا مذہب علمائے گروہ مہدویہ کی نظر میں فساد ہے.	

فہرست رسالہ بعض الآیات

.١	قرآن شریف کی بعض آیتیں حضرت مہدیؑ نے اللہ کی تعلیم سے بیان فرمائیں	۴۹
.٢	خاتم النبیؐ کے ہیں کہ ان کی امت میں ان کا مثل ہوگا وہ مہدی موعود ہے.	۵٠

(۲) اَلْمِعْیَارُ ؒ

تصنیف حضرت بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایت رضی اللہ عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم و بہ
نستعین وبہ نقتفی الحمد للہ الذی بیدہ
الملک یوتیہ من یشاء وبسلطانہ بسط
الارض ورفع السماء فتبارک الذی لا الہ الا
ھو معطی الالاء والکاشف عن عبادہ
الباساء والضراء نحمدہ علی تتابع النعماء
ونشکرہ علی ایادیہ الغمراء والصلوۃ علی
رسولہ محمد صاحب الشریعۃ الغراء
والحنیفۃ السمحۃ البیضاء اکمل الرسل
والانبیاء الذی بیدہ من الحمد اللواء
فآدم ومن دونہ تحت لوائہ یوم الجزاء
صلی اللہ علیہ وعلی الہ الکرام الشرفاء
امابعد در بیان معرفت مہدی واصحاب وے
چند کلمات درین اوراق آوردہ شدہ از برائے
آنکہ بعضے مردماں کہ از احوال یاراں سید محمدؑ

ابتداء اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا رحم والا ہے اور
ہم اسی سے مدد چاہتے ہیں اور اسی پر میرا بھروسہ ہے
تمام تعریف اللہ کے لئے سزاوار ہے جس کے ہاتھ میں بادشاہت
ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے اور اس نے اپنی قدرت سے
زمین کو پھیلایا اور آسمان کو بلند کیا پس بزرگ ہے وہ ذات
کہ اس کے سوائے کوئی معبود (خدا) نہیں وہی نعمتوں کو عطا کرتا
ہے اور اپنے بندوں سے جنگ کی سختی اور قحط کے نقصان کو
دور کرنے والا ہے اس کی نعمتوں کے پے در پے ہونے پر
ہم اس کا حمد کرتے ہیں اور اس کے گہرے احسانات
پر ہم اس کا شکر کرتے ہیں اور درود نازل ہو اس کے
رسول محمدؐ پر جو روشن شریعت والے اور واضح صاف طریقے
والے تمام رسولوں اور نبیوں میں اکمل جن کے ہاتھ میں حمد
کا جھنڈا رہے گا پس آدم اور تمام انبیاءؑ قیامت کے
دن آپؐ کے جھنڈے کے نیچے رہیں گے اللہ درود نازل
کرے آپؐ پر اور آپ آل بزرگ و شریف پر لیکن بعد

سہ العاشر ذکر فی الفصوص ان الانبیاء کلھم یجتمعون یوم القیمۃ تحت لواء النبی خاتم النبوۃ وا
لاولیاء کلھم یجتمعون تحت لواء المہدی خاتم الولایۃ المحمدیۃ. دسویں خصوصیت یہ ہے فصوص میں
مذکور ہے کہ قیامت کے دن سب انبیاء خاتم النبوت کے جھنڈے کے نیچے جمع ہوں گے اور تمام اولیاءؑ خاتم ولایت محمدی
مہدی کے جھنڈے کے نیچے جمع ہوں گے (ملاحظہ ہو خصائص امام مہدی موعود خلیفۃ اللہ مطبوعہ صفحہ ۱۸۱۷) مولفہ حضرت عالم باللہؒ

غافل ومحجوب اند و ایشاں را بہ صفت ہائے ناسزا نسبت می کنند و گمان ہائے بد می برند و اعتقاد فاسد و حکم باطل بر ایشاں می کنند و نمی دانند کہ ایشاں را چہ حالت است پس بداں اے عزیز ہر کرا حق تعالیٰ خواہد کہ بہ خود راہ نماید و نزدیک خویش کند او را از مرادات و مطلوبات وے بیروں آرد و خلق را بر و گمارد و دشمن او سازد و او را بواسطہ خلق رنجے و ایذائے برساند تا دل او از تعلقات ایں جہانی و از محبت غیر و از الفت خلق بریدہ شود و خالص برائے معرفت و محبت حق را شود چنانکہ می فرماید۔

رباعی

یارب ہمہ خلق را بمن بدخو کن
و از جملہ جہانیاں مرا یکسو کن
روے دل من صرف کن از ہر جہتی
در راہ خودم یک جہت و یکرو کن۔

جواب۔

یا ہر کہ تو در سازی میداں کہ نیاسائی
زیر و زبرت سازم زیرا کہ تو از مائی۔
و در گماشتن خلق حکمت آنست کہ خلقت

حمد و صلوٰۃ کے حضرت مہدیؑ اور آپکے اصحابؓ کی بہچانت کے بیان میں چند کلمات ان اوراق میں لائے گئے ہیں اس لئے کہ بعض لوگ جو حضرت سید محمدؑ کے اصحابؓ کے احوال سے غافل اور پردہ میں ہیں اور ان کو ناشائستہ اوصاف سے منسوب کرتے ہیں اور ان کے متعلق بدگمانی کرتے اور فاسد اعتقاد رکھتے ہیں، اور ان پر باطل احکامات لگاتے ہیں اور نہیں جانتے کہ ان کی حالت کیا ہے۔

پس اے عزیز جان کہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے کہ اپنی طرف رہبری کرے اور اپنا مقرب بنائے تو اس کو اس کے خواہشات اور مرادات سے نکال دیتا ہے اور مخلوق کو اس پر مقرر کرتا ہے اور اس کی دشمن بنا دیتا ہے اور مخلوق کے ذریعہ سے اس کو رنج اور تکلیف پہنچاتا ہے تاکہ اس کا دل اس جہاں کے تعلقات، غیر اللہ کی محبت اور مخلوق کی الفت سے منقطع ہو جائے اللہ کی معرفت اور اللہ کی محبت کے لئے وقف ہو جائے جیسا کہ اللہ کا طالب فرماتا ہے کہ

یا اللہ تمام مخلوق کو میری مخالف بنا دے
اور تمام جہاں والوں سے مجھ کو الگ کر دے
میرے دل کے رخ کو ہر طرف سے پھیر دے
راہ میں مجھ کو یک جہت اور ایک رو کر دے۔

جواب من جانب اللہ ملتا ہے۔

جس کے ساتھ تو ملنا جلنا چاہتا ہے جان لے کہ اس سے تجھ کو آرام نہیں ملے گا میں تجھ کو پریشان کروں گا کیونکہ تو ہمارا ہے مخلوق کو اس کے خلاف میں مقرر کرنے میں

سے مخلوق کو اس کے خلاف میں مقرر کرنے میں حکمت یہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ اپنے طالب کی مخالفت پر مخلوق کو جو مقرر کرتا ہے اسمیں حکمت یہ کہ
الخ

مردم بریں آمدہ است ہر چند خواہد کہ از
خلق اعراض کند و از جنس خود بیرون آید
لیکن بہ سبب فطرت میل بسوے ہمچو خود
شود۔

مگر کسے را حق تعالیٰ بفضل خویش از
ایشاں خلاص وہد و بر رضائے خویش
ثابت بدارد چنانچہ در حق مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ
واکمل التحیات فرمودہ است سبحانہ وتعالیٰ
ولولا ان ثبتناک لقد کدت ترکن الیہم
شیئا قلیلا (جزء ۱۵ رکوع ۸)۔

چوں مصطفےٰ را علیہ السلام ممکن است
کہ میل سوے خلق شود دیگری از ایشاں چوں
خلاص یابد ناچار ہمہ خلق را بد وگمارد و دشمن
او سازد تا روے دل از خلق بگرداند و بسوے
خالق آرد چنانچہ فرمودہ است سبحانہ تعالیٰ
در حق پیغمبراں خویش۔ وکذالک جعلنا لکل نبی
عدوا شیاطین الانس والجن یوحی بعضہم
الی بعض زخرف القول غرورا (جزء ۸ رکوع ۱)
وچوں مہدیؑ ویاراں وے متابعاں حضرت
مصطفےٰ باشند ناچار خلق با ایشاں نیز عداوت
کنند و مخالفت نمایند زیرا کہ چوں حال متبوع
آں باشد کہ حق تعالیٰ در کلام خویش خبر داد

حکمت یہ ہے کہ آدمی کی فطرت اس بات پر ہوئی
ہے ہر چند چاہتا ہے کہ مخلوق سے منہ پھیر لیوے اور
اپنے ہم جنسوں سے الگ ہو جاوے لیکن فطرت کی
وجہ سے اپنے جنسیوں کی طرف ہی میلان ہوتا ہے۔
مگر اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس کے ہم جنسوں سے
الگ کر دیتا ہے اور اپنی رضا پر قائم رکھتا ہے چنانچہ
مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ واکمل التحیات کے حق میں
حق سبحانہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اور اگر یہ بات
نہ ہوتی کہ ہم نے تجھ کو ثابت رکھا تو بھی جھکنے لگ ہی
جاتا ان کی طرف تھوڑا سا جب مصطفیٰؐ کے لئے مخلوق
کی طرف مائل ہو جانا ممکن ہے تو دوسرا شخص مخلوق سے
کس طرح الگ رہ سکتا ہے بالضرور اللہ تعالیٰ
تمام مخلوق کو اپنے طالب پر مقرر کرتا ہے
اور مخلوق کو اپنے طالب کی دشمن بناتا ہے تاکہ طالب
اپنے دل کے رخ کو مخلوق کی طرف سے پھیر دیوے
اور خالق کی طرف لادے چنانچہ خدائے پاک و برتر
نے اپنے پیغمبروں کے حق میں فرمایا ہے کہ اور اسی طرح
ہم نے پیدا کر دئے ہر نبی کے دشمن شیطان
آدمی اور جن کے سکھاتا رہتا ہے ایک دوسرے
کو ملمع دار باتیں فریب دینے کو چونکہ مہدیؑ اور
آپ کے اصحابؓ حضرت مصطفیٰؐ کے تابع ہیں تو بالضرور
مخلوق ان کے ساتھ بھی عداوت کرتی ہے اور

ے کافر کہا کرتے تھے کہ قرآن میں نصیحت کی باتیں تو اچھی ہیں لیکن ہر جگہ شرک کو برا کہا گیا ہے اس کو بدل ڈالو تو ہم
سب ایمان لے آئیں (از تفسیر موضح القرآن ملاحظہ ہو حمائل شریف مترجم مطبوعہ خیر المطابع لکھنؤ ۲۶۶ھ) ___

وَاِذْ یَمْکُرُ بِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْکَ اَوْ یَقْتُلُوْکَ اَوْ یُخْرِجُوْکَ وَیَمْکُرُوْنَ وَیَمْکُرُ اللّٰہُ وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمٰکِرِیْنَ

(جزو ۹ رکوع ۸)

پس ناچار بر تابع ہم ہماں لازم آید و ایں دلیل است بر صدق مہدیؑ دلائل دیگر کہ از کتاب با معلوم شدہ است بسیار است لیکن بہ سبب دراز شدن کیفیت مختصر کردہ شد و چند کلمات دریں اوراق آوردہ شد تا کہ ہر کہ بر ایشاں گمان بدمی برد و حکم باطل می کند او را توبہ و انابت حاصل شود و بداند کہ ہر صفت نا سزا کہ نسبت با یاران سید محمدؑ می کند سراسر خطائے محض است زیرا کہ آں کہ می گوید کہ یاران سید محمدؑ بینی را آلۂ ذکر ساختہ بر منافی آں بے تامل و تفکر دلائل از کتب می آرد و می گوید کہ امام قشیری از قصہ مہتر ایوب علیہ السلام چنیں گفتہ است و فلاں کس چنیں می گوید و نمی داند کہ یاران سید محمدؑ را چہ حالت است و ایشاں کدام راہ می پویند و در ہمہ احوال و افعال متابعت کہ می جویند بداں اے عزیز کہ یاران سید محمدؑ را در ہمہ اقوال و افعال مقصود آنست کہ پیروی

مخالفت ظاہر کرتی ہے کیونکہ جب متبوع (محمدؐ) کا حال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں خبر دی ہے کہ اور (اے محمدؐ یاد کر) جب تجھ پر داؤ چلا نا چاہتے تھے کافر تا کہ تجھ کو قید کر دیں یا مار ڈالیں یا نکال دیں اور وہ داؤ کر رہے تھے اور اللہ بھی داؤ کر رہا تھا اور اللہ کا داؤ سب سے بہتر ہے پس بالضرور تابع پر ... (مہدیؑ پر) بھی وہی بات لازم آئے گی اور یہ بات مہدیؑ کی صداقت کی دلیل ہے اور دوسری دلیلیں جو کتابوں سے معلوم ہوئی ہیں بہت ہیں لیکن بہ خوف طوالت اختصار سے کام لیا گیا اور چند کلمات ان اوراق میں لائے گئے تا کہ جو شخص ان سے اصحابؓ مہدیؑ سے بدگمانی کرتا ہے اور ان پر جھوٹے اتہامات لگاتا ہے اس کو توبہ اور رجوع کرنے کا موقع حاصل ہو اور مخالف جان لیوے کہ جو ناشائستہ صفت سید محمدؑ کے اصحاب کے ساتھ منسوب کر رہا ہوں محض خطا ہے کیونکہ جو شخص کہتا ہے کہ سید محمدؑ کے صحابہ ناک کو ذکر کا آلہ بنائے ہیں اور اس کے خلاف بے تحاشہ کتابوں سے دلیلیں پیش کرتا ہے اور کہتا ہے امام قشیری نے حضرت ایوبؑ کے قصہ کے متعلق ایسا کہا ہے اور فلاں شخص ایسا کہتا ہے اور نہیں جانتا کہ سید محمدؑ کے صحابہ کی کیا حالت ہے اور وہ صحابہ کس راستہ پر چلتے ہیں اور تمام اقوال اور افعال میں کس کی پیروی کرتے ہیں لئے عزیز جان لے کہ سید محمدؑ صحابہؓ کا مقصود تمام اقوال و افعال میں صرف یہی ہے کہ خدا کی کتاب اور پیغمبروں کی پیروی حاصل اور

کتب خدائے و پیغمبراں حاصل شد و
و بر فرمودۂ خدا و رسولؐ و بر اقوال
اہل دین عمل کردہ آید پس ناچار در ذکر
ہم متابعت مصطفےٰ می کنند و با کتاب
خدا موافقت می نمایند کما قال سبحانہ و
تعالیٰ واذکر ربک فی نفسک تضرعا و
خیفۃ ودون الجہر من القول بالغدو
والاصال ولا تکن من الغافلین.

(جزء ۹ رکوع ۱۴)

واز قصہ مہتر زکریا علیہ السلام ہم حق تعالیٰ
در کلام خویش خبر می دہد آنجا کہ فرمود
سبحانہ وتعالیٰ اذ نادی ربہ نداء خفیا
جزء ۱۶ رکوع ۱) صاحب مدارک در تفسیر ایں
آیت گفتہ است اخفی دعاءہ سرا کما ھو ا
لمامور بہ وھو ابعد من الریاء واقرب
الی الصفاء. چوں مصطفےٰ علیہ السلام و پیغمبراں
دیگر بامور بہ ذکر خفی باشند پس معلوم گشت
کہ ذکر خفی اولیٰ تر است از ہمہ اذکار و
آلہ ذکر قلب است و تا آں کہ یاد حق در
دل قرار نگیرد ذاکر از صفت غفلت بیروں
نیاید و قرار دادن یاد حق را در دل بغیر پاسداری
نفس محال باشد و بغیر ذکر پاس انفاس
دل از خواطر و اوہام پاک نشود زیرا کہ منشا
و مستقر نفس قلب است و قصہ مہتر ایوب
علیہ السلام کہ امام قشیری در کتاب خود آوردہ

خدا اور رسولؐ کے فرمان اور اہل دین کے اقوال پر عمل
کیا جائے پس ناچار ذکر میں بھی مصطفےٰ کی پیروی کرتے
ہیں اور خدا کی کتاب کے ساتھ موافقت کرتے ہیں
چنانچہ خدائے پاک و برتر نے فرمایا کہ اور اپنے پروردگار
کا ذکر کرتا رہ جی ہی جی میں گڑگڑاتا اور ڈرتا ہوا اور
دھیمی آواز سے بولنے میں صبح و شام اور نہ رہ
غافل اور حضرت زکریاؑ کے قصہ سے بھی حق تعالیٰ اپنے
کلام میں خبر دیتا ہے جہاں کہ فرمایا خدائے پاک و برتر نے
جب زکریاؑ نے پکارا اپنے پروردگار کو آہستہ آواز
سے صاحب مدارک نے اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے
کہ یعنی پکارا اللہ کو پوشیدہ طور سے پکارنا جیسا کہ اسی
طرح پکارنے کا حکم ہے اور یہ طریقہ ریاکاری سے
دور اور صفائی سے زیادہ قریب ہے جب مصطفےٰؐ
اور دوسرے پیغمبرؑ ذکر خفی کا حکم کئے گئے ہیں تو معلوم
ہوا کہ ذکر خفی ہی تمام اذکار سے زیادہ بہتر ہے اور ذکر
کا آلہ دل ہے اور جب تک کہ اللہ کا ذکر دل میں قرار نہ
پکڑے ذاکر غفلت کی صفت سے الگ نہیں ہوتا۔ اللہ
کے ذکر کو دل میں قرار دینا سانسوں کی حفاظت
کے بغیر محال ہے اور پاس انفاس کے ذکر کے
بغیر دل خطرات اور وہم سے پاک نہیں ہوتا کیونکہ
سانس کی قرارگاہ اور اس کے اٹھنے کی جگہ دل
ہی ہے اور حضرت ایوب کا قصہ جو امام قشیری نے
اپنی کتاب میں بیان کیا ہے وہ قصہ ذکر خفی
کے برخلاف اور پاس انفاس کے ذکر کے
خلاف دلیل نہیں ہوسکتا کیونکہ پاس انفاس

است آں قصہ بر منافی ذکر خفی و ذکر
پاس انفاس را دلیل نمی شود زیرا کہ بغیر
ذکر پاس انفاس بشمول جمیع اوقات
یادِ حق میسر نہ شود و ذکر اللہ فرض دوام است
لما قال سبحانہ تعالیٰ فاذکروا اللہ
قیاماً و قعوداً و علیٰ جنوبکم (حزب ۵ رکوع ۱۲)
ای دوموا علیٰ ذکر اللہ تعالیٰ

وایں فریضہ ادا نشود تا آں کہ پاسداری
نفس نہ کند و نفس مقیدہ بابینی ..
نیست بلکہ او را دخل در جمیع اعضاء است
وہم ازیں جہت ہمہ روندگان راہ حق
وجویندگان ذات مطلق ذکر خفی را اولیٰ
تر داشتہ اند زیرا کہ بغیر ذکر خفی و ذکر پاس
وانفاس وجود ذاکر از لوث ریا و عجب
پاک نہ شود و ذکر دوام حاصل نیاید از جہت
آں کہ اگر ذکر حق را بر زبان آرد گاہے باشد کہ
ذاکر بہ حکایت وبخوردن وبخسپیدن مشغول شود
وچوں مشغول بہ چیزے شود و از یاد حق باز ماند
از جملہ غافلاں باشد وصفت غفلت لائق مومن
نیست بلکہ ایں صفت آں کسانے است
حق تعالیٰ از احوال ایشاں در کلام خویش خبر
دادہ ولقد ذرانا لجہنم کثیراً من الجن
والانس لہم قلوب لایفقہون بہا
ولہم اعین لایبصرون بہا ولہم
اذان لایسمعون بہا اولئک کالانعام

کے ذکر کے بغیر تمام اوقات کی شمولیت کے ساتھ اللہ
کا ذکر میسر نہیں ہوتا اور اللہ کا ذکر فرض دوام ہے
چنانچہ خدائے پاک و برتر نے فرمایا کہ اللہ کا ذکر کرتے
رہو کھڑے بیٹھے اور لیٹے ہوئے اور یہ فرض ادا نہیں
ہوتا جب تک کہ سانس کی حفاظت نہ کرے اور
سانس ناک سے مقید نہیں بلکہ اس کو تمام اعضاء میں
دخل ہے اسی وجہ سے تمام سالکین راہِ حق اور طالبانِ
ذات مطلق نے ذکر خفی کو تمام اذکار سے بہتر جانا ہے
کیونکہ ذکر خفی اور ذکر پاس انفاس کے بغیر ذاکر کا وجود
ریاکاری اور خود بینی کی گندگی سے پاک نہیں ہوتا اور
ذکر دوام حاصل نہیں ہوتا کیونکہ اگر اللہ کے ذکر کو زبان
سے کرے گا تو کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ذاکر باتوں میں اور کبھی
کھانے سونے میں مشغول ہوتا ہے اور جب کسی چیز میں
مشغول ہوتا ہے اور اللہ کے ذکر سے باز رہتا ہے
تو اس کا شمار غافلوں میں ہوتا ہے اور غفلت کی
صفت مومن کے لائق نہیں بلکہ یہ صفت ان لوگوں کی ہے
جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں خبر دی ہے
کہ اور ہم نے پیدا کئے ہیں دوزخ کے لئے بہتیرے جن اور
انسان ان کے دل ہیں کہ ان سے سمجھتے نہیں اور ان کی آنکھیں
ہیں کہ ان سے دیکھتے نہیں اور ان کے کان ہیں کہ ان سے
سنتے نہیں۔ وہ لوگ چوپایوں کے مانند ہیں بلکہ ان سے بھی
زیادہ گمراہ ہیں۔ یہی لوگ غافل ہیں اور امام زاہد نے
اپنی تفسیر میں لایا ہے کہ اللہ کا ذکر فرض دوام
ہے کہ کسی وقت اور کسی حال میں بھی ذمہ سے ساقط نہیں
ہوتا کیونکہ ذکر دوام کسی شرط سے مشروط نہیں ہے اور دوسرے فرائض مشروط

بل ھم اضل اولٰئک ھم الغافلون ۔
(جز ۹ رکوع ۱۲) و امام زاہد در تفسیر خود آوردہ
است کہ ذکر اللہ فرض دوام است کہ ہیچ
وقتے از اوقات وہیچ حالے از حالات
ساقط نہ شود زیرا کہ مشروط بشرطے نیست
و فرائض دیگر مشروط اند پس ازیں ہم معلوم
می شود کہ ذکر اللہ در جمیع فرائض از اہم مطالب
است کما قال سبحانہٗ ۔ واقم الصلوٰۃ ان
الصلوٰۃ تنھٰی عن الفحشاء والمنکر
ولذکر اللہ اکبر (جز ۲۱ رکوع ۱) پس
بداں اے عزیز ذکر دوام تزکیہ نفس و تجرید
و تفرید حاصل نشود و تفرقہ از دل نہ رود و
جمعیت دست ندہد واز وساوس ۔
شیطانی واز مرادات و مطلوبات نفسانی
بیروں نیاید پس باید کہ در یاد حق چنداں مداومت
نماید کہ ہیچ وقتے از اوقات و ہیچ حالے از
حالات خالی از یاد حق نباشد چہ در شنیدن
و گفتن بلکہ در جمیع حرکات و سکنات
حاضر وقت باید بود تا بہ بطالات دل نگذرد
بلکہ واقف دم باشد تا بغفلت بر نیاید
کما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم کل
نفس یخرج بغیر ذکر اللہ فھو میت ۔
حضرت رسالت پناہ صلعم اشارت
بر نفس فرمود زیرا کہ بغیر پاسداری
نفس ذکر دوام حاصل نہ شود و از صفت مردگی

ہیں پس اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کا ذکر تمام
فرائض میں اہم ترین مقصود ہے چنانچہ خدائے پاک و
برتر نے فرمایا کہ اور قائم رکھو نماز کو بے شک نماز
روکتی ہے بے حیائی کے کام اور بری بات سے اور اللہ
کا ذکر سب سے بڑا ہے پس اے عزیز جان لے ذکر دوام
کے بغیر نفس کا تزکیہ اور تجرید اور تفرید حاصل نہیں ہوتے
اور دل سے پراگندگی دور نہیں ہوتی اور اطمینان قلب
حاصل نہیں ہوتا شیطانی وسوسوں نفسانی خواہشات
اور مرادات سے انسان باہر نہیں آتا پس چاہیئے کہ اللہ کے
ذکر میں اس قدر ہمیشگی کریں کہ اوقات میں سے کسی وقت
اور حالات میں سے کسی حال میں اللہ کے ذکر سے خالی
نہ رہے آنے میں جانے میں کھانے میں سونے میں سننے
میں، کہنے میں بلکہ تمام حرکات اور سکنات میں حاضر الوقت
رہنا چاہیئے تاکہ دل بیکاری میں نہ گذرے بلکہ دم سے
واقف رہے تاکہ کوئی دم غفلت سے نہ نکلے چنانچہ
نبی صلعم نے فرمایا ہے کہ جو سانس اللہ کے ذکر کے بغیر
نکلتی ہے وہ مردہ ہے حضرت رسالت پناہ صلعم نے بھی
اسی سانس کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ کیونکہ سانس
کی نگہبانی کے بغیر ذکر دوام حاصل نہیں ہوتا اور مردنی
کی صفت سے الگ نہیں ہو سکتا اور دل سے
غفلت نہیں جاتی ۔

اگر تو مرد عارف ہے تو سانسوں کی نگرانی کر
دونوں جہاں کی بادشاہت تیری ایک ہی سانس
میں تیری ملک ہو جائے گی ۔

- - - - - - -

بیرون نیاید و غفلت از دل نرود ے فرمود

انفاس پاسدار اگر مرد عارفی
ملک دو کون ملک تو گردد بہ یک نفس

قطعہ

ہر یک نفس کہ میرود از عمر گوہریست
کاز اخراج ملک دو عالم بود بہا
مپسند کیں خزانہ وہی رائیگاں بباد
وانگہ روی بخاک تہی دست بے نوا

در قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حکمت آن ست کہ نفس را در آمد در دل در جمیع اعضا است و چوں نفس با ذکر حق سرایت در جمیع اعضا کند و از فیض ذکر اثر حیات در جمیع اعضا پیدا آید تا درخت ایمان را در دل ذاکر بروباند کما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا الہ الا اللہ ینبت الایمان کما ینبت الماء البقلۃ۔ بدان اے عزیز کہ چوں مقصود آں باشد کہ بواسطہ پاسداری نفس یاد حق در دل قرار گیرد و نفس با ذکر حق، در دل رود و بیروں آید خواہ از دہن خواہ از بینی و ایں ہر دو راہ نفس اند بواسطہ گذر نفس بینی آلہ ذکر نمی شود لغیرہ اچہ نفس مطلق است و یاران، سید محمد را مقصود آنست کہ بواسطہ پاسداری نفس یاد حق در دل قرار گیرد و بذکر خدائے اطمینان قلب حاصل شود کما قال سبحانہ وتعالی و تطمئن قلوبہم بذکر اللہ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب

قطعہ

عمر کی سانس جو گزر رہی ہے وہ ایک موتی ہے
کہ اس کی قیمت دونو جہاں کا محصول ہے
تو اس خزانہ کو مفت میں برباد کر دینے کو پسند مت کر
اگر ایسا کرےگا تو پھر تو خاک میں خالی ہاتھ اور بے سر و سامان جائیگا۔

رسول صلعم کے قول میں حکمت یہ ہے کہ سانس کیلئے دل میں اور تمام اعضا میں دخل ہے اور جب سانس اللہ کے ذکر کیساتھ تمام اعضا میں سرایت کرتی ہے اور ذکر کے فیض سے زندگی کا اثر تمام اعضا میں پیدا ہوتا ہے تو ایمان کے درخت کو ذاکر کے دل میں اگاتی ہے چنانچہ نبی صلعم نے فرمایا ہے کہ لا الہ الا اللہ ایمان کو ایسا ہی اگاتا ہے جیسا کہ پانی ترکاری کو اگاتا ہے اے عزیز جان لے کہ جب مقصود یہ ہے کہ سانس کی نگہبانی کے ذریعہ اللہ کا ذکر دل میں قرار پکڑے اور سانس اللہ کے ذکر کے ساتھ اندر جاوے اور باہر آوے خواہ منہ سے ہو خواہ ناک سے اور یہ دو راستے سانس کے ہیں بذریعہ سانس کے گذر کے ناک ذکر کا آلہ نہیں بنتی کیونکہ سانس مطلق ہے اور سید محمد کے صحابہ کا مقصود یہ ہے کہ سانس کی نگہبانی کے ذریعے اللہ کا ذکر دل میں قرار پکڑے اور خدا کے ذکر سے اطمینان قلب حاصل ہو چنانچہ خدائے پاک اور برتر نے فرمایا ہے اور آرام پاتے ہیں مومنوں کے دل اللہ کے ذکر سے سن رکھو کہ اللہ کے ذکر سے آرام پاتے ہیں دل اور تہذیب میں لایا ہے کہ ذکر اور ذکری ایسی کے معنی یاد کرنے

آنچہ در مہذب آوردہ است یعنی الذکر
والذکری. یاد کردن آرے سمجھاں است لیکن
باید دانست کہ ذکر چیست و مذکور کیست ذکر
آنست کہ بواسطہ آں وجود ماسوی اللہ محو گردد
چنانچہ می گوید ــــ

بیت

نقد ہستی محو کن در لا الہ
تا بیابی دار ملک پادشاہ

و ذاکر را بجز مذکور آگاہی و شعور نماند از خود
و نہ از ذکر خود نہ از وجود غیر بل لم یبق
الا اللہ الواحد الاحد کما قال سبحانہ
وتعالیٰ واذکر ربک اذا نسیت (جزء ۱۵ رکوع ۱۶)
ای اذا نسیت نفسک او غیر اللہ. ع
در عالم بیخودیشی چوں یاری گنجد اغیار
کجا گنجد

رباعی

آنرا کہ فنا شیوہ و فقر آئین است
اورا نہ یقین نہ معرفت نہ دین است
رفت او ز میاں ہمیں خدا ماند خدا
الفقر اذا تم ھو اللہ انیست

وایں سعادت بغیر ذکر کلمہ لا الہ الا اللہ
کہ در معنی مقتضی اضمحلال وجود غیر و اثبات
ذات حق است حاصل نیاید وہم ازیں
جہت فرمود رسول صلی اللہ علیہ وسلم ...
افضل الذکر لا الہ الا اللہ و نیز فرمود

کہے ہیں یاں ایسا ہی ہے لیکن جاننا چاہئے کہ ذکر کیا ہے
اور مذکور کون ہے. ذکر یہ ہے کہ اس کے واسطے
سے ماسوی اللہ کا وجود مٹ جائے چنانچہ کہتا ہے کہ
ہستی کے نقد کو لا الہ میں مٹا دے
تا کہ تو بادشاہ کے ملک کا گھر پاوے
اور ذاکر کو مذکور کے سوائے کسی چیز کا شعور نہ
رہے نہ اپنا نہ اپنے ذکر کا نہ غیر کے وجود کا بلکہ اللہ
واحد احد کے سوائے کوئی چیز باقی نہ رہے چنانچہ
خدائے پاک و برتر نے فرمایا ہے کہ اور ذکر اپنے پروردگار
کا جب ماسوی اللہ کو بھول جاوے یعنی جب تو اپنے نفس
کو اور ماسوی اللہ کو بھول جاوے. جب بے خودی کے
عالم میں یار ہی نہ سماتا ہے تو اغیار کہاں سمائیں گے.
تو ذکر سے کیا چاہتا ہے مذکور کو طلب کر
تمام فکر کا خلاصہ یہی ہے

رباعی

جس کا شیوہ فنا ہے اور آئین فقر و فاقہ ہے
اس کیلئے نہ یقین ہے نہ معرفت ہے اور نہ دین ہے
جب ذاکر درمیان سے نکل گیا تو پھر خدا ہی خدا رہا
جب فقر تمام ہوا تو وہ اللہ ہے یہ مطلب ہے

اور یہ سعادت کلمہ لا الہ الا اللہ کے بغیر جس میں
وجود غیر کے فنا کا اقتضا ذات حق کا اثبات ہے
حاصل نہیں ہوتی ہے اور نیز اسی لئے رسول صلعم
نے فرمایا ہے کہ افضل الذکر لا الہ الا اللہ ہے
اور نیز آنحضرت ؐ نے فرمایا کہ میں نے اور مجھ

ـــہ جیسا کہ حضرت بندگیاں سید قاسم مجتہد گروہ مہدیہ ؓ نے تحریر فرمایا چنانچہ میراں در قول الفقر اذا تم ھو اللہ فرمودند فھو عبد اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم افضل ما قلت انا والنبیون من قبل قول لا الہ الا اللہ و مصطفیٰ علیہ السلام از خدا و نزخود مامود نیز بریں کلمہ گشتہ است آنجا کہ فرمود سبحانہ و تعالیٰ۔

فاعلم انہ لا الہ الا اللہ (جزء ۲۶ رکوع ۷)

و جمیع انبیاء کہ پیش از حضرت رسالتؑ بودہ اند ایشاں را نیز ہمیں کلمہ تعلیم شدہ است آنجا کہ فرمود سبحانہ و تعالیٰ

وما ارسلنا من قبلك من رسول الا نوحی الیہ انہ لا الہ الا انا (جزء ۱۷ رکوع ۲) و در حق مشرکاں فرمود اذا قیل لهم لا الہ الا اللہ یستکبرون جزء ۲۳ رکوع ۶) پس از کلام خدا و از اقوال رسولؐ علیہ السلام معلوم گشت کہ ہمہ انبیاء و اولیاء را ذکر ہمیں کلمہ بودہ است و حضرت رسالتؐ نیز ہمیں قدر گفتہ است و سید محمدؑ و یاران وے در ذکر مطابقت با انبیاء و اولیاء می کنند و در ہمہ افعال و اقوال با کتاب خدای متابعت می نمانند پس حال او چگونہ باشد می گوید ایں قدر کلمہ گفتن مطابقت با کافراں می شود و کسانیکہ در ہمہ احوال رضائے خدا می جویند و کلمہ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ

ہے پہلے سب پیغمبروں نے جو کچھ فرمایا ہے ان سب میں افضل لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا قول ہے اور مصطفیٰؐ بھی اپنے صاحب (خدا) کی طرف سے اسی کلمہ کے لئے مامور ہوئے ہیں جہاں کہ فرمایا خدائے پاک و برتر نے کہ پس جانتے رہو کہ اللہ کے سوائے کوئی اللہ نہیں حضرت رسالت پناہؐ سے پہلے تمام انبیاء جو ہوئے ان کو بھی اسی کلمہ کی تعلیم ہوئی ہے چنانچہ خدائے پاک و برتر نے فرمایا کہ اور ہم نے نہیں بھیجا تجھ سے پہلے کوئی رسول مگر اس کی جانب یہی وحی کی کہ کوئی اللہ نہیں ہے سوائے اور مشرکوں کے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جب ان سے (مشرکوں سے) کہا جاتا تھا کہ کوئی اللہ نہیں اللہ کے سوائے تو تکبر کرتے تھے پس خدا کے کلام اور اقوال رسولؐ خدا سے معلوم ہوا کہ تمام انبیاء اور اولیاء کے لئے اسی کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا ذکر رہا ہے اور حضرت رسالت پناہؐ نے بھی اسی قدر فرمایا ہے اور حضرات سید محمدؑ اور آپ کے صحابہؓ ذکر کے بارے میں انبیاء اور اولیاء کی موافقت کرتے ہیں اور تمام افعال اور اقوال میں خدا کی کتاب کی پیروی کرتے ہیں پس اس کا حال کسطرح ہوگا جو کہتا ہے کہ لا الہ الا اللہ کہنے میں کافروں کی موافقت ہوتی ہے اور جو لوگ تمام احوال میں خدا کی رضا کے طالب ہیں اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ محمد رسول اللہ کا کلمہ زبان سے کہتے ہیں اور دل میں تصدیق کرتے ہیں اور خدا کی کتاب اور قول رسولؐ سے جو الفاظ کہ ثابت ہوئے ہیں ان کو ادا کرتے ہیں ایسے لوگوں کو کفر و ضلالت کی طرف منسوب کرنا

ے بقیہ صفحہ ۱۶ - انیست دلاخطہ ہو دلیل العدل والفضل، مطبوعہ صفحہ ۱۰، ۱۱، چنانچہ قول ہذا جب فقر کامل ہوا وہ اللہ ہے کی مراد حضرت مہدی موعودؑ مراد اللہ نے یہ فرمائی کہ وہ اللہ کا نذر ہے یہ مطلب ہے۔

ے رضا - خوشنودی اور اہل تصوف کی اصطلاح میں راضی رہنا بندہ کا خدا کی مرضی پر خواہ راحت ہو خواہ رنج (از لغات کشوری)

زبان می گویند و در دل تصدیق می کنند
و آن فرائض که از کتاب خدای و از قول
رسول ثابت شده است ادا می کنند
ایشان را نسبت به کفر و ضلالت کردن
عین ضلالت است پس هر که بر این چنین
کسان گمان ہائے بد می برد و حکم باطل می کند
باید که نظر در کتاب خدائے کند و از گمان
خود باز آید و توبه کند چنانچه فرمود سبحانهٗ
و تعالیٰ۔ یا ایها الذین آمنوا اجتنبوا
کثیراً من الظن ان بعض الظن اثم
(جزء ۲۶ رکوع ۱۴)۔ و اگر توبه نکند و از گمان
خود باز نیاید ظلم بر نفس خود کند کما قال سبحانهٗ
تعالیٰ و من لم یتب فاولٰئک هم
الظالمون (جزء ۲۶ رکوع ۱۴)۔ و رسول صلی الله
علیه وسلم نیز فرموده است که ظنوا بالمؤمنین خیرا
پس بدان اے عزیز هر که در طلب حق راسخ آید
و در محبت خدائے صادق باشد آنکس هم خالی
از ملامت خلق نباشد و او را بانواع بیازمایند
و ابتلا کنند کما قال سبحانهٗ تعالیٰ۔ لتبلون فی
اموالکم و انفسکم و لتسمعن من الذین او
توا الکتاب من قبلکم و من الذین اشرکوا اذی
کثیراً و ان تصبروا و تتقوا فان ذالک من
عزم الامور (جزء ۴ رکوع ۱۰) پس بر محب لازم
است که صبر کند و از بلا نترسد و از ملامت خلق باک
نه دارد تا در زمرهٔ محبوباں در آید کما قال سبحانهٗ و تعالیٰ

عین ضلالت ہے پس جو شخص کہ ایسے لوگوں پہ بدگمانی کرتا
ہے اور جھوٹے الزامات لگاتا ہے چاہئے کہ خدا کی کتاب
پر نظر کرے اور اپنے گمان سے باز آئے اور توبہ کرے
چنانچہ خدائے پاک و برتر نے فرمایا ہے کہ مومنو بچے
رہو بدگمانیوں سے بے شک بعض گمان بہ گناہ ہے اور
اگر توبہ نہیں کرے گا اور اپنے گمان سے باز نہیں آئے گا
تو اپنے نفس پر ظلم کرے گا چنانچہ خدائے پاک و برتر نے
فرمایا ہے کہ اور جو شخص توبہ نہ کرے تو وہی لوگ
ظالمین ہیں اور رسول صلعم نے بھی فرمایا ہے کہ مومنوں کے
ساتھ نیک گمان رکھو پس اے عزیز جان لے کہ جو شخص
اللہ کی طلب میں مضبوط رہتا ہے اور خدا کی محبت
میں صادق ہوتا ہے تو وہ شخص بھی مخلوق کی ملامت سے
خالی نہیں رہتا ہے اور اس کو اللہ مختلف قسموں
سے آزماتا ہے اور امتحان لیتا ہے چنانچہ خدائے پاک
و برتر نے فرمایا ہے کہ ضرور تمہاری آزمائش کی جائیگی
تمہارے مالوں اور تمہاری جانوں میں اور تم ضرور سنوگے
ان لوگوں سے جن کو دی گئی کتاب تم سے پہلے اور مشرکوں
سے بہت سی ایذا کی باتیں اور اگر تم صبر کرتے رہو
اور پرہیزگار بنے رہو تو بے شک یہ بڑی ہمت
کے کام ہیں پس خدا کے دوست پہ لازم ہے کہ صبر
کرے اور بلا سے نہ ڈرے اور مخلوق کی ملامت
کا خوف نہ کرے تا کہ خدا کے دوستوں کے گروہ
میں داخل ہو چنانچہ خدائے پاک و برتر نے فرمایا ہے
کہ۔ تو اللہ ایسی قوم پیدا کرے گا جس کو وہ
دوست رکھتا ہوگا اور وہ اللہ کو دوست رکھتی ہوگی۔

فسوف یاتی اللہ بقوم یحبہم و
یحبونہ اذلہ علی المومنین اعزہ علی
الکافرین مجاھدون فی سبیل اللہ
ولا یخافون لومۃ لائم (جز ۶ رکوع ۱۲)

بیت

در عشق یگانہ باش واز خلق چہ باک
معشوق ترا و بسر عالم خاک

بدان اے عزیز کہ چوں یاران سید محمدؐ ازیں
قبیلہ باشند ناچار با ایشان خلق مخالفت
نماید و ملامت کنند چنانچہ با مصطفیٰؐ و یاران
وے ایذا می کردند و رنج میرسانیدند
ازجہت آن کہ مصطفےٰ علیہ السلام ہرچہ
می گفتے وہرچہ میکردے بواسطۂ چیزے کہ
او را از خداوند او می رسیدے یعنی ہر قول
وفعل بوحی خدا می کردے. کما قال سبحانہ
وتعالیٰ وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی
یوحی و دیگر قل انما اتبع ما یوحی الیٰ من ربی
ھذا بصائر من ربکم وھدی ورحمۃ لقوم
یومنون (جز ۹ رکوع ۱۴) وایں قول کہ بوحی می گفت
وفعل کہ بوحی می کرد مخالف ہوا، ازاں مرد ماں
می افتاد زیراچہ برایشاں رعونات نفس چناں
غلبہ می کرد کہ ہیچ کس را ہم چو خود نہ
پنداشتند وبعلم کتاب کہ نزدیک ایشاں
بود بداں شادمانی و مغروری میکردند و مصطفےٰ
ویاران وے را استہزا می کردند ایں طریق

نرم دل ہوگی مومنوں کے ساتھ سخت دل ہوگی کافروں
کے ساتھ جانیں لڑا دے گی اللہ کی راہ میں اور کسی
ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈرے گی۔

11/6/2010

ترجمہ بیت

عشق میں یکتا رہ اور مخلوق کا کیا خوف
معشوق تو تیرا ہے دنیا کے سر پر خاک ڈالدے

اے عزیز جان کہ جب حضرت سید محمدؐ کے
صحابہ اس گروہ سے ہیں تو ضرور لوگ ان کی مخالفت
کریں گے جیسا کہ حضرت مصطفیٰؐ اور آپؐ کے صحابہؓ کو
ایذا دیتے تھے اور رنج پہنچاتے تھے کیونکہ آنحضرتؐ
جو کہتے تھے اور جو کرتے تھے محض اسی حکم کے ذریعہ سے
کرتے۔ جو اللہ سے آپؐ کو پہنچتا تھا یعنی آپ ہر قول وفعل
خدا کی وحی کے موافق کرتے تھے۔ چنانچہ خدائے پاک و برتر نے
فرمایا کہ اور نہ بات کرتا ہے اپنی خواہش نفس سے یہ وحی
ہے جو اس کو بھیجی جاتی ہے نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کہدے
میں تو اسی پر چلتا ہوں جو وحی کی جاتی ہے میرے جانب
میرے پروردگار کی طرف سے یہ بصیرت کی باتیں
ہیں تمہارے پروردگار کی طرف سے اور ہدایت
و رحمت ہے اس قوم کے لئے جو ایمان لاتے
ہیں اور آپ یہ قول جو وحی کے موافق کہتے تھے اور
جو فعل وحی کے موافق کرتے تھے تو لوگوں کے نفسانی
خواہش کے مخالف پڑتا تھا۔ کیونکہ ان پر نفس کی
رعونتیں اس قدر غلبہ کرتی تھیں کہ کسی شخص کو
اپنے برابر نہیں سمجھتے تھے اور اس علم کتاب پر جو ان

کردند این طریق اہل نفس و ہوا ہمیشہ می باشد

کما قال سبحانه وتعالیٰ فلما جاءتهم
رسلهم بالبینات فرحوا بما عندهم من
العلم وحاق بهم ما کانوا به
یستهزءون ط (جز ۲۴ رکوع ۱۴)۔
ومی گفتند کہ امیاں این معنی راچہ لائق اند و
ازجہت حسد و عناد جاہل گشتند باوجود
علمی کہ در گمان ایشاں بود چنانکہ از کتاب
و رسول خود نیز انکار آوردند
اذ قالوا ما انزل اللہ علی بشر من شیء۔
و انکار آوردن ایشاں از کسی کہ خبر از خدا می
آرد بداں سبب است کہ اکثر مرداں از تقلید
پدراں بیروں نیایند و با رسولؐ موافقت نہ نمانند
کما قال سبحانه وتعالیٰ وکذالک ما ارسلنا
من قبلک فی قریة من نذیر الا قال مترفوها انا وجدنا اٰباءنا علی امة
وانا علی اٰثارهم مقتدون
(جز ۲۵ رکوع ۸)

واین خبر ہنوز حق تعالیٰ از احوال منعماں
و مقتدایاں می دہد ولیکن شرارت، و
تکذیب و تقتیل و سگالت با انبیاء از مقتدایاں و

کے نزدیک تھا اسی پر شادمانی اور غرور کرتے تھے
اور آنحضرتؐ اور آپؐ کے صحابہ کا ٹھٹھہ اڑاتے
تھے اہل نفس و ہوا کا یہ طریقہ ہمیشہ رہا ہے چنانچہ خدائے
پاک و برتر نے فرمایا کہ پھر جب ان کے پاس آئے
ان کے پیغمبر معجزے لے کر یہ یہ لوگ خوش ہوئے
اس پر جو ان کے پاس علم تھا اور ان پر الٹ پڑا جس کی
یہ ہنسی اڑایا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ امی لوگ کیا اس بات
کے لائق ہیں حسد اور دشمنی کی وجہ سے جاہل ہوگئے
باوجود اس علم کے جو اُن کے گمان میں تھا۔ چنانچہ اپنے
رسول اور اپنی کتاب سے بھی انکار کر بیٹھے کیونکہ انھوں
نے کہا کہ اللہ نے بشر پر کوئی چیز نہیں اتاری ان کا ایسے
شخص سے انکار کرنا جو خدا کی طرف سے خبر لاتا ہے
اس وجہ سے ہے کہ اکثر لوگ اپنے باپ دادا کی تقلید
سے باہر نہیں آتے اور رسول کے ساتھ موافقت
نہیں کرتے چنانچہ خدائے پاک و برتر نے فرمایا ہے
کہ اور اسی طرح ہم نے جو بھیجا تجھ سے پہلے کسی گاؤں میں
ڈرانے والا تو وہاں کی عیش و عشرت کی زندگی بسر
کرنے والوں نے یہی کہا کہ ہم نے پایا اپنے باپ دادا
کو ایک طریقہ پر اور ہم انھیں کی پیروی کر رہے ہیں
اور یہ خبر اب تک اللہ تعالیٰ مالداروں اور دنیا
کے پیشواؤں کے احوال کے متعلق دیتا ہے لیکن انبیا
کے ساتھ بدسلوکی اور ان کو قتل کرتے اور ان کو
جھٹلانے کی شرارت دنیا کے پیشواؤں اور دنیا کے
بڑے لوگوں سے جو جاہ و دنیا نعمت میں ممتاز
ہوتے ہیں انہی لوگوں سے پیدا ہوتی ہے چنانچہ

واکابران کہ ممتاز بہ جاہ و ریاست شدہ اند از ایشان پیدا شدہ است۔ کما قال سبحانہ وتعالیٰ وکذالک جعلنا فی کل قریۃ اکابر مجرمیھا لیمکروا فیھا ومایمکرون الا بانفسھم وما یشعرون (جزء ۸ رکوع ۲)۔

پس بدان اے عزیز کہ چوں مہدیؑ متابع از آن مصطفےؐ و پیغمبرانؑ دیگر باشد ناچار این گروہ اکابران با او نیز عداوت کنند و مخالف نماید چنانچہ روایت می کند اذا خرج ھذا الامام المھدی فلیس لہ عدو مبین الا الفقہاء خاصۃ لانہ لا یبقی ریاستھم۔ واین نیز دلیل است بر صدق وے پس معلوم گشت تا قیامت ہرکہ پیروی انبیا کند آن کس ہم ہرگز از ایذای خلق بیرون نیاید و چوں یاران سید محمدؐ نیز ازین قبیل باشند کہ پیروی مصطفےؐ کنند پس ناچار با ایشان ہم خلق مخالفت کند و ایذا برسانند و بہ صفت ناشائستہ نسبت کنند چنانچہ شخصی از اشخاص می گوید کہ یاران سید محمدؐ ہمہ کتب را منکر اند و تفسیر قرآن بہ رائے خود می کنند و کسب را حرام می دارند و تمام کلمہ را نمی گویند و ہر یکی از ایشان دعوی رویت می کند و بینی را آلۂ ذکر ساختہ اند و این صفتہا کہ

خدائے پاک و برتر نے فرمایا کہ اور اسی طرح ہم نے پیدا کئے ہر بستی میں گنہگاروں کے سردار تاکہ وہاں حیلے لایا کریں اور جو حیلے کرتے ہیں سو وہ اپنے ہی حق میں کرتے ہیں و لیکن نہیں سمجھتے پس جان اے عزیز کہ جب مہدی علیہ السلام مصطفےؐ صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے پیغمبروں کے تابع ہیں تو بالضرور دنیا کے بڑے لوگوں کا گروہ بھی مہدی علیہ السلام کے ساتھ عداوت کرتا ہے اور مخالفت کرتا ہے چنانچہ محی الدین ابن عربیؒ روایت کرتے ہیں کہ جب یہ امام مہدی نکلیں گے تو ان کے کھلے دشمن خاص کر عالموں کے سوائے کوئی اور نہ ہوں گے کیونکہ عالموں کی حکومت باقی نہ رہے گی یہ بات مہدی علیہ السلام کی صداقت کی دلیل ہے پس معلوم ہوا کہ جو شخص انبیاؑ کی پیروی کرے گا وہ شخص قیامت تک ہرگز مخلوق کی ایذا سے نہیں بچے گا اور سید محمدؐ کے اصحاب بھی اسی گروہ سے ہیں کہ مصطفےؐ کی پیروی کرتے ہیں پس بالضرور مخلوق ان کے ساتھ بھی مخالفت کرتی اور ان کو تکلیف پہنچاتی ہے اور ناشائستہ صفات سے ان کو منسوب کرتی ہے چنانچہ مخالفوں میں سے ایک مخالف کہتا ہے کہ سید محمدؐ کے اصحاب تمام کتابوں کے منکر ہیں اور قرآن کی تفسیر اپنی رائے سے کرتے ہیں اور کسب کو حرام جانتے ہیں، پورا کلمہ نہیں پڑھتے اور ان میں سے ہر ایک خدا کے دیدار کا دعویٰ کرتا ہے اور ناک کو خدا کے ذکر کا آلہ بناتے ہیں۔

می کنند و بعضی را آنکہ ذکر ساختہ اند و این
مضمونہا کہ نسبت کردہ است محض دروغ است
زیرا چہ ایشان طالبان حق اند و از جہت طلب
حق نظر در ہمہ کتب می کنند و آن قول کہ موافق
کتاب خدائے و موافق احادیث رسول ؐ می
یابند بران عمل می کنند و دیگر تفسیر بالرائے
آن باشد کہ مفسر را علم از خدا نیامدہ باشد
بلکہ مجرد بفکر خویش تفسیر کند و خود در
زیر نفس و ہوا گرفتار است قرآن را
موافق حال خود بیان کند و دیگر باید دانست
کہ ہرچند آیت قرآن را شان نزول است
اما معنی قرآن مطلق است یعنی ہر یکی را قرآن
حجت است بر دین وے تا قیامت و
یاران سید محمد ؑ نیز حال خود را عرض با کتاب
خدا می کنند و متابعت آن می جویند
و قرآن را بیان می کنند بر وجہی کہ اولی تر
است و نزدیک تر است برائے
نظم قرآن زیرا چہ قرآن را وجوہ بسیار است
و ہر یکے بمقدار حوصلہ خویش فہم می کنند
و بدان فہم بیان می کنند و یاران سید محمد ؑ
نیز بیان می کنند و در آیت یا اہل الکتاب
مراد علمائے بنی اسرائیل و مثل ایشان میدارند
و دیگر جواب آن کہ می گویند کہ یاران سید محمد
کسب را حرام می دارند پس بدان اے عزیز
کہ ایشان ذات کسب حرام نمی دارند لیکن

ان تمام باتوں کو انہوں نے سید محمد ؑ کے صحابہ
کی طرف جو منسوب کیا ہے محض جھوٹ ہے کیونکہ صحابہ
حق کے طالب ہیں اور حق کی طلب کے لیے تمام کتابوں
کا مطالعہ کرتے ہیں جو بات کہ کتاب خدا اور احادیث
رسول ؐ کے موافق ان کتابوں میں پاتے ہیں اس پر عمل
کرتے ہیں اور تفسیر بالرائے تو وہ ہوتی ہے کہ مفسر
کو خدا تعالیٰ سے علم حاصل نہ ہوا ہو بلکہ محض اپنی فکر
سے تفسیر کرے اس حال میں کہ خود نفس اور خواہش
نفسانی کے قید میں گرفتار ہے اور قرآن کی تفسیر اپنے
حال کے موافق بیان کرتا ہے اور نیز جاننا چاہیئے کہ
ہرچند آیات قرآن کے لئے شان نزول ہے لیکن
قرآن کے معنی مطلق ہیں یعنی ہر ایک کے لئے قرآن قیامت
تک اس کے دین پر حجت ہے اور حضرت سید محمد ؑ
کے صحابہ رضؓ بھی اپنے حال کو کتاب خدا کے سامنے پیش
کرتے ہیں اور قرآن کی پیروی کی جستجو کرتے ہیں
اس کے بعد قرآن کا بیان کرتے ہیں اس طریقہ پر
کہ وہ طریقہ نظم و عبارت قرآن سے زیادہ قریب اور
زیادہ مناسب ہوتا ہے کیونکہ قرآن کے وجوہ بہت سے
ہیں اور ہر شخص اپنے حوصلہ کے موافق سمجھتا ہے اور
اسی سمجھ کے موافق بیان کرتا ہے اور سید محمد ؑ کے
صحابہ رضؓ بھی بیان کرتے ہیں اور یا اہل الکتاب
کی آیت میں اہل کتاب سے مراد علمائے بنی اسرائیل
اور ان کے مانند لوگوں کو لیتے ہیں اور دوسرا
جواب اس بات کا کہ کہتے ہیں کہ سید محمد ؑ کے
صحابہ کسب کو حرام جانتے ہیں ، یہ ہے کہ صحابہ رضؓ کسب

در میان خویش می گویند کہ طالب
حق را باید کہ در ہر کارے کہ مشغول
شود بانصاف نظر کند اگر آں کار ذکر
حق را و توجہ سوی حق را مانع شود آنرا
ترک [illegible] و حرام کرده داند بلکہ بت خود
پندارد کما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
من شغلک عن اللہ فھو صنمک ای
فھو طاغوتک پس ہر چند کہ بیع و شرا
و مضاربات و اجارات و کسب در
شرع حلال است لیکن حق تعالیٰ در حلال
کردن ایں چیزہا محبان خود را آزموده است
چنانچہ فرموده در حق یاران مصطفیٰ ؐ از قصہ
جنگ بدر آنجا کہ کافراں ہزیمت خوردند
مومنان بہ غنیمت رسیدند کہ حلال
طیب است قولہ تعالیٰ ، ولیبلی
المومنین منہ بلاء حسنا ۔ وچوں یاران
مصطفیٰ علیہ السلام بر سیدن غنیمت کہ حلال
طیب است مبتلا شوند پس غیر ایشاں کہ
مشغول بہ چیزہا شوند کہ در شرع حلال است
از ابتلاء چگونہ بیروں آیند بلکہ بلائے حسنہ کہ
موافق مراد است بزرگ تر است از
بلاہا کہ مخالف مراد باشد زیرا چہ از حلال
گزشتن کار ہر کسے نیست بلکہ ایں خاصہ
یاران مصطفیٰ ؐ است و بعضی تابعان ولیت
کہ آنچہ ورای ذات خداست آنرا پس

کو حرام نہیں جانتے لیکن اپنی جماعت کے درمیان کہتے
ہیں کہ اللہ کے طالب کو چاہیئے جس کام میں مشغول ہو
انصاف سے نظر کرے اگر وہ کام اللہ کے ذکر اور
اللہ کی طرف توجہ کا مانع ہوتا ہے تو اس کو چھوڑ دے
اور اپنی ذات پر اس کو حرام قرار دے ... بلکہ اس
کو اپنا بت سمجھے جیسا کہ نبی صلعم نے فرمایا کہ جو چیز تجھے اللہ
سے پھیرے وہ تیرا بت ہے یعنی پس وہ تیرا طاغوت
ہے پس ہر چند کہ خرید و فروخت بیع مضاربہ مزدوریاں
اور کسب شرع میں حلال ہیں اللہ تعالیٰ ان چیزوں کو
حلال کر کے اپنے دوستوں کو آزمایا ہے چنانچہ آنحضرت
کے صحابہ رض کے حق میں قصہ جنگ بدر میں جہاں کہ کافروں
کو شکست ہوئی اور مومنوں کو مال غنیمت ملا جو حلال
طیب ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور تاکہ آزمائے مومنوں
کو اچھا آزمانا اور جب آنحضرت کے صحابہ رض حلال طیب
مال غنیمت کے پہنچنے سے آزمائے گئے تو پھر دوسرے
لوگ جو ان چیزوں میں مشغول ہوتے ہیں جو شرع میں
حلال ہیں تو اس آزمائش سے کس طرح بچ سکیں بلکہ
بلاء حسنہ (اچھی آزمائش) جو مراد کے موافق ہے، ان
آزمائشوں سے بڑی ہے جو مراد کے مخالف ہیں کیونکہ
حلال سے درگذر کرنا ہر شخص کا کام نہیں ہے بلکہ یہ
خاصہ آنحضرت کے صحابہ رض اور آپ کے بعض تابعین کا
ہے کہ ماسوی اللہ کو پس پشت ڈال دیتے ہیں اور اللہ
کے سوائے کسی چیز میں مشغول نہیں ہوتے کیونکہ رزق
زندگی آرام اور اقرار محب کیلئے محبوب کی طرف سے
ہے جیسا کہ نبی ؐ نے فرمایا کہ مومنوں کے سوائے اللہ کے دیدار کے راحت

پس پشت خود بیندازند و بغیر خدای بہ چیزے
مشغول نشوند زیراچہ قوت وحیات و
آرام وقرار ازان محب بمحبوبست کما قال
النبی صلی اللہ علیہ وسلم لاراحۃ
للمومنین دون لقاءاللہ تعالیٰ ۔ وچون
حال محب این چنین است کہ ہمیشہ ازبرائے
محبوب خود در پریشانی وسرگردانی باشد
چگونہ بچیزے مشغول شود پس معلوم شد کہ
مومن بغیر خدای بہ ہیچ چیز مشغول نہ شود
ازجہت طلب قوت از حضور خدائے
واز صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
باز نماند چنانچہ حق تعالیٰ خبر می دہد در حق
کسانیکہ از جہت طلب قوت از حضور خدائے
واز صحبت رسول اللہ علیہ وسلم باز ماندند ۔
قولہ تعالیٰ واذا راوا تجارۃ اولھوا انفضوا
الیھا وترکوک قائما قل ما عند اللہ
خیر من اللھو ومن التجارۃ واللہ خیر
الرازقین (جزء ۲۸ رکوع ۱۲) ورسول صلی اللہ
علیہ وسلم نیز فرمودہ است . اطلب الرزاق
ولا تطلب الرزق لان الرزق طالبك
والرزاق مطلوبك . پس از کلام خدائے و
از رسولؐ معلوم گشت کہ برہمہ مومنان طلب
خدائے فرض است نہ طلب رزق زیراچہ در
آفرینش ایشان مقصود خدائے آنست کہ معرفت
خدا حاصل کنند وحق او پرستند کما قال سبحانہٗ

نہیں جب محب کا حال یہ ہے کہ ہمیشہ اپنے محبوب کے
لئے پریشان اور سرگرداں رہتا ہے تو پھر وہ کسی چیز پر
کس طرح مشغول ہوگا پس معلوم ہوا کہ مومن رزق
کی طلب کیلئے اللہ کی حضوری چھوڑ کر کسی چیز میں مشغول
نہیں ہوتا اور رسول کی صحبت سے باز نہیں آتا چنانچہ
اللہ تعالیٰ خبر دیتا ہے ان لوگوں کے حق میں جو رزق
کی طلب کے لئے اللہ کی حضوری اور رسول کی صحبت
سے باز رہے قولہ تعالیٰ اور جب یہ دیکھیں کچھ سودا
بکتا یا تماشہ ہوتا تو چل دوڑیں اس کی جانب اور
تجھ کو کھڑا چھوڑ جائیں کہدے کہ جو اللہ کے پاس ہے
وہ بہتر ہے تماشہ سے اور سودے سے اور اللہ سب
سے بہتر روزی دینے والا ہے اور رسول اللہ صلعم نے
بھی فرمایا ہے کہ رزاق کو طلب کر رزق کو طلب مت
کر کیونکہ رزق تیرا طالب ہے اور رزاق تیرا مطلوب
ہے پس کلام خدا اور قول رسولؐ سے معلوم ہوا کہ تمام
مومنوں (تمام متقبل مومنوں) پر اللہ کی طلب فرض ہے
رزق کی طلب فرض نہیں کیونکہ ان کو پیدا کرنے میں
اللہ کا مقصود یہ ہے کہ اللہ کی معرفت حاصل کریں اور
اللہ کی عبادت کریں چنانچہ خدائے پاک و برتر نے
فرمایا کہ اور میں نے جو جنات اور انسان کو پیدا کیا ہے
تو بس اس لئے کہ میری عبادت کریں پس جو شخص
کہ اللہ کی بندگی کو اور اللہ کی معرفت کو پیٹھ کے
پیچھے ڈالا ہو اور زندگانی کی طلب کو سامنے رکھا ہو
تو اس کا کیا نام رکھیں گے اور اس کو کس مقابلہ
سے پکاریں گے بالضرور وہ ان ہی لوگوں میں شمار ہوگا جنکے

وتعالیٰ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون (جزء ۲۷ رکوع ۱). چنانکه ہر پرستش حق را و معرفت حق را پس پشت انداختہ طلب معاش را پیش کردہ باشد او را چہ نامند و از کدام قبیلہ خوانند ناچار از آن قبیلہ باشد کہ حق تعالیٰ مصطفےٰ ؐ را علیہ السلام فرمودہ ذرھم یاکلوا ویتمتعوا ویلھھم الامل فسوف یعلمون۔ (جزء ۱۴ رکوع ۱) در حق کسانیکہ مصطفےٰ ؐ را چنین فرمان شود، ایشان کجا و معرفت و محبت کجا زیراچہ ایشان ہمت خود را بر دنیا چنان بستہ اند و بدان قرار چنان گرفتہ اند کہ ہرگز از آن روے نگرداند و سوئے حق نیارند و اصلا در آیات خدائے نظر نکنند زیراچہ ایشان از لقای خدائے اصلا امید ندارند کما قال سبحانہ وتعالیٰ ان الذین لایرجون لقائنا ورضوا بالحیوۃ الدنیا واطمانوا بہا والذین ھم عن ایاتنا غافلون اولئک ماوھم النار بما کانوا یکسبون۔ (جزء ۱۱ رکوع ۷). پس ہر کہ با این چنین کسان دعوی رویت می کند و سخن از معرفت و محبت بگوید ناچار با او عداوت کنند و مخالفت نمایند یا بہ نسبت ضلالت کنند و دیوانہ گویند چنانچہ در فتوحات مکی از قصہ مہدی آوردہ است کہ اذا حکم

متعلق اللہ نے مصطفےٰ ؐ کو خطاب کرکے فرمایا کہ چھوڑ دے ان کو کہ کھائیں اور نفع اٹھائیں اور ان کو غافل کئے ہے امید پھر آگے ان کو معلوم ہو ہی جائے گا جن لوگوں کے حق میں مصطفےٰ ؐ کو ایسا حکم ہو جائے تو یہ لوگ کہاں اور اللہ کی معرفت و محبت کہاں کیونکہ یہ لوگ ارادہ کو دنیا سے ایسا وابستہ کرلئے ہیں اور دنیا کو ایسا مضبوط پکڑے ہیں کہ ہرگز دنیا سے منہ نہیں پھیرتے اور اللہ کی طرف رخ نہیں کرتے اور اللہ کی آیتوں میں ہرگز نظر نہیں کرتے کیونکہ یہ لوگ (دنیا کے طالب) اللہ کے دیدار کی بالکل امید نہیں رکھتے ہمارے دیدار کی اور خوش ہوئے دنیا کی زندگی پر اور اسی پر چین پکڑا اور جو لوگ ہماری آیتوں سے غافل ہیں ایسوں کا ٹھکانہ آگ ہے ان کرتوتوں کے بدلے جو کماتے تھے پس جو شخص ایسے لوگوں کے سامنے اللہ کے دیدار کا دعویٰ کرتا ہے اور اللہ کی معرفت و محبت کی باتیں کرتا ہے تو ضرور ہے کہ یہ لوگ اس سے دشمنی اور مخالفت کریں گے یا یہ اس کو گمراہ اور دیوانہ کہیں گے چنانچہ فتوحات مکی میں قصہ مہدی کے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ جب مہدی ان کے مذہب کے خلاف حکم کرے گا تو وہ لوگ اس کو یقیناً گمراہ سمجھیں گے کیونکہ ان کا اعتقاد یہ ہے کہ اجتہاد کا زمانہ ختم ہوگیا اور ان کے اماموں کے بعد کوئی شخص ایسا نہیں پایا جاتا جو اجتہاد کا درجہ رکھتا ہو اور جو شخص احکام شریعت کے موافق اللہ کی معرفت کا دعویٰ کرتا ہے تو ان کے پاس دیوانہ اور فاسد الخیال ہے وہ لوگ اس کی طرف توجہ نہیں کرتے پس!

لغیر ما هبهم یعتقدون انه علی ضلالة
فی ذالک الحکم لانهم یعتقدون ان زمان
الاجتهاد قد انقطع وان لا یوجد بعد ائمتهم
احد له درجة الاجتهاد واما من یدعی
التعریف الالهی بالاحکام الشرعیة فهو عندهم
مجنون فاسد الخیال لا یلتفتون الیه زیرا چه
بدرستیکه ایشاں اعتقاد کنند کہ زمانہ اجتہاد تحقیق
منقطع گشت وایں کہ یافتہ نشود بعد امام ہائے
ایشاں ہیچ یکی کہ مراو را مرتبہ اجتہاد باشد واما کسے
کہ دعوی کند معرفت خدائے را بحکم ہائے شرعی
پس او نزد ایشاں مجنوں فاسد خیال باشد را التفات
نکنند سوی او پس بداں اے عزیز کہ چوں مہدیؑ و
اصحاب وی ازیں قبیلہ باشند کہ از رویت
و معرفت و محبت حکایت کنند بداں سبب
ناچار علمای زمان ایشاں را بضلالت نسبت کنند
و بہ سبب جہل خویش با ایشاں عداوت نمایند
چنانچہ می گوید المرء عدو لما جهل و جاہل اگر
از رویت انکار کند عجب نباشد زیرا چہ علم
بشر حجاب آمدہ است

کما قال علیه السلام العلم حجاب
الله الاکبر

وایں حجاب دور نشود تا آنکہ از قید
بشریت بکلی بیروں نیاید چنانچہ می گوید ے

مثنوی

اے عزیز جان لے کہ جب مہدیؑ اور آپ
کے صحابہؓ اس قبیلہ سے ہیں کہ اللہ کے دیدار اور
اللہ کی معرفت و محبت کی باتیں کرتے ہیں تو بالضرور
علمائے زمانہ (طالبان دنیا) ان کو گمراہی کی طرف منسوب
کرتے ہیں اور اپنی جہالت کی وجہ سے ان سے دشمنی
کرتے ہیں چنانچہ یہ مشہور ہے کہ آدمی دشمنی مول
لیتا ہے اپنی جہالت کی وجہ سے اور جاہل آدمی
اگر اللہ کے دیدار سے انکار کرتا ہے تو کوئی تعجب
کی بات نہیں کیونکہ بشر کا علم ہی خود حجاب ہوتا ہے
(تو پھر جہل کیوں حجاب نہ ہوگا) چنانچہ آنحضرتؐ نے
فرمایا کہ علم اللہ کا بڑا حجاب ہے اور یہ حجاب دور نہیں
ہوتا جب تک کہ بشر بشریت کی قید سے پوری طرح
سے نکل نہ جاوے چنانچہ ایک عارف کہتا ہے۔

تو کہتا ہے علم اور عقل سے خدا کو تلاش کروں گا
تو نادیدہ شخص ہے میں تجھ کو کیا کہوں،
جہاں اس دم کی رسائی ہے
وہاں علم و عقل حجاب اعظم ہیں
ایسا علم طلب کر جو تیرے ساتھ رہے
وہ دم طلب کر جو تجھ کو تیری خودی سے بچائے
جب تک تو علم فریضہ و علم معرفت نہیں پڑھیگا
تحقیق اللہ کے صفات کو نہیں جانے گا.

یعنی آدمی جب تک بشریت کے قید سے نہ نکل
جائے اور آزاد نہ ہو جائے اور اللہ کے اخلاق پیدا
کرو کی شان حاصل نہ کرے اللہ کی معرفت کے
لائق نہ ہوگا چنانچہ ایک عارف کہتا ہے ے

گوئی که بعلم و عقل جوییم
نادیده کسی ترا چه گوییم
آنجا که مجال آن دم آمد
این هر دو حجاب اعظم آمد
علمی بطلب که با تو ماند
آن دم که ترا ز تو رهاند
تا علم فریضه را نخوانی
تحقیق صفات حق ندانی.

یعنی آدمی تا آن که از قید بشریت بیرون نیاید و مطلق نشود و تخلقوا باخلاق الله حاصل نه کند لائق معرفت خدای نگردد وچنانچه می گوید

مثنوی

بخودش کس شناخت نتوانست
ذات او هم بدان توان دانست
باتقاضائے نفس و عقل و حواس
کے توان بود کردگار شناس

پس ازگفتار ایشاں معلوم گشت که هر طلب رویت و معرفت کند باید که از خود بیرون آید موتوا قبل ان تموتوا. حاصل کند کما قال النبی صلی الله علیه وسلم احدکم لایری ربه حتی یموت و آن که از اجتماع مشائخاں که در تعریف آورده است ان الله لایری فی الدنیا ولا یریه احد من الخلق و بعضی جاہلاں این قول را بدمنافی

مثنوی

اپنی ذات سے کوئی شخص خدا کو نہ پہچان سکا
اس کی ذات کو اسی سے پہچان سکتے ہیں
نفس عقل اور حواس کے باوجود
خدا شناس کیسے ہو سکتے ہیں

پس ان عارفوں کے اقوال سے معلوم ہوا کہ جو شخص خدا کے دیدار اور خدا کی معرفت کو طلب کرے تو اس کو چاہیئے کہ خودی سے باہر آئے اور مرنے سے پہلے مرو کا رتبہ حاصل کرے چنانچہ نبی صلعم نے فرمایا ہے کہ تم میں سے کوئی مرنے تک اپنے رب کو نہیں دیکھے گا اور اجماع مشائخین کا ذکر جو کتاب تعریف میں لایا ہے کہ اللہ دنیا میں نہیں دیکھا جاتا اور کوئی مخلوق اس کو نہیں دیکھتی اس قول کو بعض

روییت دلیل می کنند و نمی دانند کہ این
قول برائے ترغیب طالبان حق است
ہر کہ خدائے را بجوید و دیدارش طلب کند
باید کہ از دنیا و صفت بشریت بیروں
آید و فنا حاصل کند می گویند شخصے پیش
مصطفی علیہ السلام آمد و سوال کرد۔
ما الدنیا یا رسول اللہ قال دنیاك نفسك
فاذا افنیتها فلا دنیا لك. پس ہر کہ از خود فانی
گردد او را دنیا نباشد و نہ خلق و چوں
این حجابہا برداشتہ شد دیگر ہیچ چیز لقائے
خدا را مانع نیست کما قال سبحانہ وتعالیٰ
فمن کان یرجوا لقاء ربہ فلیعمل عملا صالحا
ولا یشرك بعبادة ربہ احدا (جزء ۱۶ رکوع ۳).
بداں اے عزیز کہ بعضے مرداں از کیفیت
فنا و عمل صالح خبر ندارند و از جہت بے خبری
خود آن اقوال کہ بر رفع حجاب ثابت شدہ
اند آنہا را بر نفی روییت دلیل می کنند نمی دانند کہ
این خطای محض است زیرا چہ اگر کسے گوید
کہ دیدار خدای در دنیا جائز نیست و در آخرت
جائز است آنکس بر خدا عجز لازم می کند
لان ماجاز اطلاقہ علی اللہ تعالیٰ فی وقت
یجوز فی جمیع الاوقات اذ لیس للہ
وصف حادث۔

وہمہ علمائے اہل دین مشائخ صاحب
یقین بر جواز روییت در دنیا متفق

نادان لوگ دیدار کے خلاف میں دلیل ٹھیراتے ہیں
اور نہیں جانتے کہ یہ قول طالبان حق کی ترغیب کے
لئے ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص خدا کو
طلب کرے اور خدا کے دیدار کا طالب ہو تو
اس کو چاہیئے کہ دنیا اور اہل دنیا سے ہٹ جائے
بشریت کی صفت سے نکل جائے اور فنا کا مرتبہ
حاصل کرے کہتے ہیں کہ ایک شخص مصطفیٰؑ کے حضور
میں آیا اور سوال کیا یا رسول اللہ دنیا کیا ہے؟ آنحضور
نے فرمایا کہ تیری دنیا تیرا نفس ہے جب تو نفس کو
فنا کر دے گا تو اس کے لئے نہ دنیا رہتی ہے اور
نہ اہل دنیا اور جب یہ حجاب (دنیا اور اہل دنیا)
اٹھا دیئے جائیں تو پھر کوئی دوسری چیز دیدار خدا کی
مانع نہیں چنانچہ خدائے پاک و برتر نے فرمایا کہ تو جس
امید ہو اپنے پروردگار کے دیدار کی تو چاہیئے کہ
عمل صالح کرے (ترک دنیا کرے) نہ شریک
کرے اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو جان
اے عزیز کہ فنا اور عمل صالح کی کیفیت سے بعضے
لوگ بے خبر ہیں اور اپنی بے خبری کی وجہ سے ان،
اقوال کو جو رفع حجاب کے لئے آئے ہیں ان کو دیدار خدا
کی نفی پر دلیل ٹھیراتے ہیں اور نہیں جانتے کہ یہ محض
خطا ہے کیونکہ اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ دنیا میں
خدا کا دیدار جائز نہیں اور آخرت میں جائز ہے تو
وہ شخص خدائے تعالیٰ کو عاجز ٹھیراتا ہے کیونکہ
اللہ تعالیٰ پر کسی چیز کا اطلاق کسی وقت
بھی جائز ہوتا ہے تو وہ تمام اوقات

اند و ہیچ یکی از اہل سنت و جماعت در جواز
رویت اختلاف نمی کنند و بعضے از ایشاں
در وقوع اختلاف می کنند و اکثر ایشاں بر رویت
مصطفٰے علیہ السلام در شب معراج گواہی می دہند
چنانچہ حسن بصریؒ می فرماید.
"واللہ لقد رای محمد علیہ السلام ربہ
لعینیہ"، و دیگر صاحب مغنی از ابن عباسؓ
روایت کردہ است کہ او گفت اتعجبون
ان تکون الخلۃ لابراہیم والکلام
لموسیٰ علیہ السلام والرویۃ محمد علیہ
السلام. و در تفسیر رحمانی در بیان آیت
ولقد راہ نزلۃ اخریٰ. (جزء ۲۷ رکوع ۵). آوردہ است ای رای ربہ علیٰ نزل غیر
نزولہ الاول. و در تفسیر دیلمی در بیان آیت
ماکذب الفواد ما رای آوردہ است
ای ماکذب القلب ولا انکر ولا ارتاب
فیما رای العین وشاہد بالبصر ربہ
کفاحًا قولہ تعالیٰ افتمارونہ علیٰ ما یری
محمد علیہ السلام من ذات ربہ و
وصفاتہ فلا تشکوا فیہ ہذہ رویۃ النبی
عم رای ربہ بعیان الراس معاینۃ
کفاحًا وقد راہ تعالیٰ مرۃ اخریٰ
و مصطفٰے خود ہم گواہی می دہد آن جا کہ فرمود
صلی اللہ علیہ وسلم رایت ربی
لیلۃ المعراج فی احسن صورۃ و جای دیگر

نہیں جائز ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا کوئی وصف
حادث نہیں ہے اور تمام علماء اہل دین اور مشائخین
صاحب الیقین دنیا میں خدا کے دیدار کے جائز ہونے
پر متفق ہیں اور اہل سنت والجماعت میں سے کوئی
ایک بھی دنیا میں جواز رویت میں اختلاف نہیں
کرتے بعض لوگوں کو وقوع میں اختلاف ہے اور ان
میں سے اکثر مصطفٰےؐ کو شب معراج میں دیدار ہونے
کی گواہی دیتے ہیں. چنانچہ حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ
خدا کی قسم محمدؐ نے اپنے رب کو اپنی دونوں آنکھوں
سے دیکھا اور نیز صاحب مغنی نے ابن عباسؓ سے
روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ کیا تم کو اس بات
تعجب ہے کہ خلت ابراہیمؑ کے لئے ہو اور کلام موسیٰؑ
کیلئے ہو اور دیدار محمدؐ کے لئے ہو اور تفسیر رحمانی میں
آیت ہذا ولقد راہ الخ (اور بے شک دیکھا محمدؐ
نے خدا کو) کے بیان میں آیا ہے کہ یعنی دیکھا اپنے
رب کو جس وقت کہ نزول ہوا
اس کے نزول اول کے سوائے اور تفسیر دیلمی میں آیت
ہذا ماکذب الفواد الخ (نہیں جھوٹ بلایا پیغمبر کے
دل نے اس معاملہ میں جو دیکھا) کے بیان میں لایا ہے
کہ یعنی نہیں جھٹلایا دل نے اور نہ انکار کیا اور نہ
شک کیا اس میں جس کو دیکھا آپؐ نے اور مشاہدہ
کیا بصر سے اپنے رب کا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا
ہے کیا پس جھگڑتے ہو تم اس سے اس پر جو دیکھا
ہے محمدؐ اپنے رب کی ذات و صفات کو پس
نہ شک کرو تم اس میں یہ رویت نبیؐ کی ہے کہ اپنے

فرمود صلی اللہ علیہ وسلم با اباذرؓ چوں
پرسید ھل رأیت ربک قال انّی اراہ۔ واقوال
صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین ہم برویت
گواہی می دہند چنانچہ قول عمر رضی اللہ عنہ
آوردہ شدہ است ما رایت شیئاً الا
ورایت اللہ فیہ۔ وعلی رضی اللہ عنہ نیز
می گوید واللہ لم اعبد ربی حتی لم اراہ۔
واز قصہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما در زاہدی
آوردہ است کہ عبداللہ در طواف گاہ
ایستادہ بود و عثمان رضی اللہ عنہ بروی گذشت
وسلام کرد عبداللہ ویرا جواب نداد
عثمان رضی اللہ عنہ رفت پیش عمرؓ شکایت
کرد وگفت کہ عبداللہ پسر ترا سلام کردم
جوابم نداد عمر رضی اللہ عنہ پسر خویش را
عتاب کرد وگفت کہ اے پسر تو فضل
عثمان رضی اللہ عنہ را نہ شناختی کہ سلام
وے را جواب ندادی عبداللہ عذر
خواست وگفت کنا نتری فی ذالک الزمان
بودیم بایک دیگر رویت می کردیم من
خدای را می دیدم وخدای مرا می دید وبے
خبر بودم ازاں زماں از خود واز سلام
او واکثر آیات قرآن ہم بریں معنی دلالت
می کنند وموافقت می نمایند۔
کما قال سبحانہ وتعالیٰ فلما تجلی ربہ
للجبل جعلہ دکا وخر موسیٰ صعقا (جز ۹ ع)

رب کو سر کی آنکھ سے دیکھا رو برو کا دیکھنا اور دیکھا
اللہ کو دوسری مرتبہ اور خود مصطفیٰ علیہ السلام بھی گواہی دیتے
ہیں جہاں کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے شب معراج میں
اپنے رب کو اچھی صورت میں دیکھا اور دوسری جگہ آنحضرت
نے ابوذرؓ سے فرمایا جب کہ انھوں نے پوچھا کہ کیا آپ
نے اپنے رب کو دیکھا تو آنحضورؐ نے فرمایا کہ میں اس کو
دیکھتا ہوں صحابہؓ کے اقوال بھی رویت کی گواہی دیتے ہیں
چنانچہ عمرؓ کا قول لایا گیا ہے کہ میں نے نہیں دیکھا کسی
چیز کو مگر اس حال میں کہ دیکھا میں نے اللہ کو اس میں
اور علیؓ بھی فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم نہیں عبادت
کی میں نے اپنے رب کی یہاں تک کہ نہیں دیکھا میں نے اس
کو اور عبداللہ بن عمرؓ کے قصہ سے زاہدی میں لایا ہے کہ
عبداللہ طواف گاہ میں ٹھیرے ہوئے تھے اور عثمانؓ ان پر
سے گذرے اور سلام کیا عبداللہ نے جواب نہیں دیا عثمان گئے
اور عمرؓ کے سامنے شکایت کی اور کہا کہ آپکے فرزند عبداللہ کو
میں نے سلام کیا انھوں نے جواب نہیں دیا۔ عمرؓ نے اپنے
فرزند پر عتاب کیا اور کہا کہ اے لڑکے تو نے عثمانؓ کی
فضیلت نہ پہچانی اور اس کے سلام کا جواب نہیں دیا،
عبداللہ نے عذر خواہی کی اور کہا کہ ہم اس وقت خدا
کو دیکھ رہے تھے اور ہم باہم ایک دوسرے کو دیکھ رہے
تھے میں خدا کو دیکھ رہا تھا اور خدا مجھ کو دیکھ رہا تھا
اور میں اس وقت اپنی خودی سے اور ان کے سلام
سے بے خبر تھا اور اکثر قرآن کی آیتیں بھی اسی معنی پر
دلالت کرتی ہیں اور اسی کے موافق ہے چنانچہ حق سبحانہٗ
وتعالیٰ نے فرمایا ہے کہ پھر جب تجلی کی اس کے پروردگار

وهذا نص فی اثبات کونه مرئیا وبهذه
الوجوه تبیین جهل منکر الرویة ۔

و امام زاہد در تفسیر خود آوردہ است
قال بعض العلماء رویت الله تعالیٰ فی الدنیا
من المحالات لا من الجائزات وهذا خطاء
لان موسیٰ علیه السلام سأل الروية فی
الدنیا فلو کانت الرویة فی الدنیا من المحالات
لکان موسیٰ علیه السلام وهو کلیم ربه
وحبیبه وعبده سائلا من الله تعالیٰ شیئا
محالا ولا نظن به ذالك ولا بنبی من الانبیاء
وقال بعضهم انما لا یجوز الرویة فی دار الدنیا
بقوله تعالیٰ کل من علیها فان (جز ۲۷ رکوع ۱۲)
وهذا ایضا خطاء فان موسیٰ علیه السلام
کان متیقنا بموته فدل انه جائز ان یریٰ
فی الدنیا وصاحب مدارک در تفسیر خود آوردہ
است در بیان آیت لن ترانی بالسوال
بعین فانیة بل بالعطاء والنوال بعین
باقیة وهو دلیل لنا ایضا لانه لم یقل لن
اریٰ لیکون نفیا للجواز ۔

بدان اے عزیز کہ جمہور علماء اہل و
مشائخان ہم بر جواز رویت
دہند و بعضے یاران مصطفےٰ صلی اللہ علیہ
وسلم از نفس می کنند پس ہر
کہ از رویت انکار کند و گوید
کہ اصلا در دنیا جائز نیست ،

نے پہاڑ پر کر دیا اس کو ریزہ ریزہ اور گر پڑا موسیٰ بیہوش
اور یہ آیت اللہ تعالیٰ کے دیدار کے بارے میں نص ہے
اور ان ہی وجوہ سے دیدار کے منکروں کی جہالت ظاہر
ہو جاتی ہے اور امام زاہد نے اپنی تفسیر میں لایا ہے کہ بعض علماء
کا یہ کہنا ہے کہ دنیا میں اللہ کا دیدار محالات سے ہے.
جائزات سے نہیں ہے ان کا یہ کہنا خطا ہے اسلئے کہ
موسیٰؑ نے دنیا میں دیدار کا سوال کیا اگر دنیا میں،
دیدار ہونا محالات سے ہوتا تو یہ ماننا پڑے گا کہ موسیٰؑ
نے کلیم اللہ، حبیب اللہ اور عبد اللہ ہونے کے باوجود
اللہ تعالیٰ سے امر محال کا سوال کیا اور ہم موسیٰؑ کے
متعلق ایسی بدگمانی نہیں کرتے اور نہ ہم کسی نبی کے
متعلق ایسا گمان کرتے اور بعض علماء نے . . . .
کل من علیها فان (جو زمین پر ہے فنا ہونے والا
ہے) کی آیت سے استدلال کرتے ہوئے یہ کہا
ہے کہ دار دنیا میں دیدار جائز نہیں یہ بھی ان کی غلطی
کیونکہ موسیٰؑ کو اپنی موت کا یقین تھا اس کے باوجود موسیٰؑ
نے دار دنیا میں دیدار کا سوال کیا، تو پھر دنیا میں دیدار جائز
ہوا. صاحب مدارک نے اپنی تفسیر میں لن ترانی کی آیت کے
بیان میں لایا ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ اے موسیٰ تم سوال کر کے
فانی آنکھ سے مجھے ہرگز نہ دیکھو گے بلکہ ہمارے فضل وعطا سے
تم اپنی چشم باقی سے ہم کو دیکھو گے. ہماری دلیل بھی یہی ہے
کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ میں ہرگز نہیں دیکھا
جاؤں گا البتہ جواز دیدار کی نفی ہو جاتی اے عزیز جان کہ
علماء اور مشائخین بھی دیدار کے جائز ہونے کی گواہی
دے رہے ہیں اور آنحضرتؐ کے بعضے صحابہ بھی آنحضرتؐ سے

حال او چگونہ باشد واورا چہ نامند واز کدام
قبیلہ خوانند ناچار ازاں قبیلہ باشد
کہ حق تعالیٰ در کلام خویش خبر می دہد از احوال
ایشاں کما قال سبحانہ وتعالیٰ قد خسر الذین
کذبوا بلقاء اللہ حتیٰ اذا جاءتھم الساعۃ
بغتۃ قالوا یاحسرتنا علیٰ ما فرطنا فیھا جز ۷ ع
وآیات دیگر نیز در قرآن بسیار اند کہ گواہی
می دہند بر وعید منکران رویت را قولہ تعالیٰ
سنریھم ایاتنا فی الآفاق وفی انفسھم حتیٰ یتبین
لھم انہ الحق اولم یکف بربک انہ علیٰ کل
شئ شہید الا انھم فی مریۃ من لقاء ربھم
الا انہ بکل شئ محیط (جز ۲۵ رکوع ۱)
پس بداں اے عزیز کہ دنیا را مسکن
و ماوای خود ساختہ باشد واز یاد خدا
واز محبت واز معرفت او روئے
گردانیدہ باشد و نہایت علم او تا ایں جا
رسیدہ باشد کہ ہر چہ می کند و می گوید
بداں نخواہد مگر دنیا را پس ناچار در حق ایں
چنیں کس فرمان می شود فاعرض عن من
تولیٰ عن ذکرنا ولم یرد الا الحیوۃ الدنیا
ذالک مبلغھم من العلم (جز ۲۷ رکوع ۶).
در نصاب الاخبار آوردہ است. سئل
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ای الناس
اشر قال العالم اذا فسد ۔ فساد عالم،
آنست کہ بواسطۂ علم و مال و جاہ و منزلت

دیدار کے جواز کی روایت کر رہے ہیں پس جو شخص کہ
دیدار سے انکار کرے گا اور کہے گا کہ دنیا میں ہرگز دیدار
جائز نہیں تو اس کا حال کیا ہوگا اور اس کا نام کیا رکھیں گے
اور کس زمرہ میں اس کا شمار کریں گے ۔ بالضرور اس کا شمار
اس زمرہ میں ہوگا جن کے احوال کی خبر خدا تعالیٰ نے اپنے کلام
میں دی ہے چنانچہ حق سبحانہٗ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ لوگ نقصان
میں رہے جنھوں نے جھوٹ جانا اللہ کے دیدار کو یہاں تک
کہ جب ایک دن ان پر قیامت آپہنچے گی تو چلا اٹھیں گے کہ
ہائے افسوس ہماری اس کوتاہی پر جو ہم نے قیامت کے بارے
میں کی ہے اس کے علاوہ قرآن میں اور بہت سی آیتیں ہیں جو
منکران دیدار کو دھمکی دینے پر گواہی دے رہی ہیں ۔ اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے عنقریب ہم ان کو دکھلائیں گے اپنی نشانیاں دنیا
کے اطراف میں اور ان کے اپنے درمیان میں بھی یہاں تک کہ ان
پر کھل جائے کہ یہ برحق ہے کیا یہ کافی نہیں کہ تیرا پروردگار ہر
چیز پر مطلع ہے آگاہ ہو کہ یہ لوگ شک میں پڑے ہوئے ہیں
اپنے پروردگار کے دیدار سے آگاہ ہو کہ بے شک اللہ ہر
چیز کو گھیرے ہوئے ہے پس اے عزیز جان کہ جو شخص دنیا
کو اپنا گھر اور اپنی پناہ کی جگہ بنایا ہو اور خدا تعالیٰ کی یاد
اور اس کی محبت سے و معرفت سے منہ پھیر لیا ہو اور اس کی
معلومات کی انتہا اس درجہ پر پہنچی ہو کہ اس کے ہر قول و فعل
کا مقصد صرف دنیا ہو تو ناچار ایسی ہی شخص کے حق میں ۔
(اپنے حبیب کو) خدا کا فرمان ہوتا ہے کہ پس تو اس سے منہ
پھیرے جو ہمارے ذکر سے منہ پھیر لیا اور نہ طلب کرے مگر دنیا
کی زندگی یہیں تک ان کے علم کی رسائی ہے ۔ نصاب الاخبار
میں لایا ہے کہ رسول اللہ صلعم سے سوال کیا گیا کہ آدمیوں میں

تحصیل کنند کما قال سبحانہ تعالیٰ فخلف
من بعدھم خلف ورثوا الکتاب یاخذون
عرض ھذا الادنیٰ ویقولون سیغفر لنا
وان یاتھم عرض مثلہ یاخذوہ
(جزء ۹ رکوع ۱۱)

درحق کسانیکہ حق تعالیٰ و رسول او چنیں خبر
می دہد ایں چنیں کس با انبیاء و باکتاب خدا
و با مہدیؑ چہ کار دارد زیرا چہ ہمہ انبیاءؑ و
تابعان ایشاں حکایت از توحید و معرفت
و محبت کنند و از دنیا فرار کنانند و ترغیب
در طاعت و عبادت خدای کنند و آں مخالف
ہوای ایشاں می آید پس ناچار انبیاء و تابعان
ایشاں را دروغگو دارند و بکشند کہ قولہ تعالیٰ
افکلما جاءکم رسول بما لا تھوی انفسکم
استکبرتم ففریقا کذبتم و فریقا تقتلون
و چوں مہدیؑ تابع رسولؐ باشد و سخن
از توحید و معرفت و محبت گوید
و خلق را سوئے خدائے خواند و از ہمہ فرار
کنند ناچار او را ہم دروغ گو دارند و درحق
وے اختلاف کنند چنانچہ درحق مصطفےؐ
اختلاف کردند و گفتند کہ ایں محمدؐ آں
نیست کہ در کتاب ما حق تعالیٰ خبر دادہ
است و کلام وی را نسبت باساطیر الاولین
می کردند و گاہی ساحر گفتند و گاہی شاعر
و گاہی مفتری و گاہی مجنون و مانند ایں

بڑا شریر آدمی کون ہے تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ عالم
جب فساد کرنے لگے عالم کا فساد یہ ہے کہ علم کے ذریعہ
سے مال و دولت اور مرتبہ و منزلت حاصل کرے چنانچہ
اللہ پاک فرماتا ہے کہ پھر آئے ان کے بعد ایسے ناخلف
کہ وارث بنے کتاب کے لیتے ہیں اسباب اس دنیائے دوں
کا اور کہتے ہیں کہ ہم کو معاف ہو جائے گا اور اگر ان کے
سامنے آوے کوئی دنیاوی چیز اس جیسی تو اس کو لے
لیں جن لوگوں کے حق میں خدا اور رسول خداؐ ایسی خبر دیتے
ہیں تو پھر ایسے شخص کو پیغمبروں خدا کی کتاب اور مہدیؑ کے
ساتھ کیا غرض باقی رہ جاتی ہے کیونکہ تمام پیغمبر اور ان کے
تمام تابعین اللہ کی توحید اور اللہ کی معرفت و محبت
کی باتیں کرتے ہیں اور دنیا سے ہٹاتے ہیں اور خدا کی عبادت
اور اطاعت کی ترغیب دیتے ہیں تو یہ باتیں ان لوگوں کی
(طالبان دنیا کی) خواہش نفسانی کی مخالف ہوتی ہیں تو یہ
لوگ بالضرور پیغمبروں اور ان کے تابعین کو جھوٹے سمجھتے ہیں
اور ان کو قتل کر دیتے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
کہ پس کیا جب کبھی لائے تمہارے پاس کوئی رسول
وہ حکم کہ پسند نہ کرتے تھے تمہارے نفس تو تم تکبر
کرنے لگے پھر ایک جماعت کو تم نے جھٹلایا اور ایک
جماعت کو قتل کر ڈالتے تھے اور چونکہ مہدیؑ رسولؐ
کے تابع ہیں اور اللہ کی توحید اور اللہ کی معرفت و
محبت کی بات کہتے ہیں اور مخلوق کو خدا کی طرف بلاتے
ہیں اور تمام اہل دنیا سے ہٹاتے تو مہدیؑ کو بھی جھوٹے
بولیں طالبان دنیا کے لئے ضرور ہو اور مہدیؑ کے حق
ہونے کے بارے میں ایسا ہی اختلاف کرتے ہیں جیسا کہ

بسیار صفتہاء ناسزا نسبت با مصطفیٰ
علیہ السلام می کردند و او را پیش حجت
می آمدند و گفتند کہ ہرگز نہ گرویم ترا تا آں
کہ بر نبوت خود دلیلے پیدا نہ کنی
و ما را نشان نہ نمائی باوجود آں کہ ہمہ
دلائل نبوت در ذات وے ثابت
بودند و ایشاں بواسطہ عدم معرفت انکار
آوردند و آں دلائل کہ بر اثبات نبوت
دلالت می کنند آنست کہ علماء سلف
گفتہ اند بداں کہ عقلا را اختلاف است
در آں کہ طریق معرفت نبوت نبی آدم
چیست متکلمان می گویند کہ ظہور معجزات
است و جماعتی از اہل دل می گویند کہ
احوال او گواہی دہندہ است بر نبوت
او و آں احوال در دو چیز منحصر است
یکی ترغیب خلق در طاعت و معرفت
خالق و دوم تغیر خلق از طلب دنیا و ما
ایں ہر دو صفت در ذات محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یافتیم زیرا کہ کل ہمت او بر آں
بود کہ خلق را از خدمت غیر خالق بہ خدمت
حق تعالیٰ دعوت کردے و ہرگز بدنیا
و لذات و شہوات میل نہ کرد پس کیفیت
حال دلیل است بر صدق او در
رسالت و چوں مہدی تابع تام از آں
مصطفیٰ باشد کما قال النبی صلی اللہ علیہ

مصطفیٰ کے حق ہونے کے بارے میں اختلاف کئے اور یہ
کہا کہ یہ محمدؐ وہ نہیں ہیں جن کی خبر اللہ تعالیٰ نے ہماری
کتاب میں دی ہے اور آپ کے پیش کئے ہوئے کلام اللہ
کو اساطیر الاولین (اگلے لوگوں کی کہانیاں) کہتے تھے کبھی آپ
کو جادوگر کہتے تھے اور کبھی شاعر اور کبھی مفتری اور کبھی
دیوانہ اسی طرح کی بہت سی ناشائستہ صفتوں سے مصطفیٰ
کو منسوب کرتے تھے اور آپ سے کج بحثی کرتے اور کہتے تھے
کہ ہم تجھ پر ایمان نہ لائیں گے جب تک کہ تو اپنی نبوت
پر دلیل پیش نہیں کرے گا اور ہم کو نشان نہ بتائے گا
باوجود اس کے کہ نبوت کی تمام دلیلیں آپ کی ذات
اقدس میں ثابت تھیں اور یہ لوگ نہ پہچاننے کی وجہ سے
انکار کر رہے تھے اور جو دلیلیں نبوت کے ثبوت پر
دلالت کرتی ہیں یہ ہیں کہ علماء سلف نے کہا ہے کہ نبی آدم
کی نبوت کے طریق معرفت میں علماء کو اختلاف ہے۔
متکلمین کہتے ہیں کہ معجزات کا ظہور باعث معرفت ہوتا
ہے اور اہل دل اصحاب کی ایک جماعت کہتی ہے
کہ نبی کا حال خود نبی کی نبوت کا گواہ ہوتا ہے اور یہ
حال دو چیزوں میں منحصر ہے پہلی چیز مخلوق کو خالق کی
اطاعت و معرفت کی ترغیب دینا ہے اور دوسری چیز
مخلوق کو دنیا کی طلب سے ہٹانا ہے یہ دونوں صفتیں ہم نے
محمد رسول اللہ کی ذات میں پائیں کیونکہ آپؐ کا پورا مقصد
یہی تھا کہ مخلوق کو غیر خدا کی خدمت سے چھڑا کر
خدا کی خدمت میں لگا دینا اور کبھی آپؐ نے دنیا
اور لذات و شہوات کی طرف توجہ نہیں کی پس آپ کا
حال آپ کی پیغمبری کی صداقت پر دلیل ہے اور چونکہ

انہ یقفو اثری ولا یخطی. پس بر ذات
او ہمیں دلیل بس است و ایں را جماعتے
از مسلماناں در ذات او یافتند و تحقیق کردند
و دیگر دلائل از اخبار ثابت شدہ است
چنانچہ در بخاری و مسلم و در مصابیح و مشارق
و قرطبی ایں است قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
المہدی منی اجلی الجبہۃ اقنی الانف مقرون
الحاجبین. یعنی مہدی از من است روشن
پیشانی و بلند بینی و پیوستہ ابرو وقال النبی صلی
اللہ علیہ وسلم انہ یقفو اثری ولا یخطی وقال
النبی علیہ السلام یرضی عنہ ساکن الارض ولا
تدع السماء من اقطارہا شیئا الا وصبتہ
ولا تدع الارض من نباتہا الا واخرجتہ
حتی یتمنی الاحیاء الاموات و علماء اہل تحقیق
ایں حدیث را شرح کردہ اند یعنی راضی
شوند از حسن اخلاق وے ہمہ
فرشتگان و پریاں و آدمیاں و باز
ندارد آسمان از قطرات خود چیزیرا
مگر تمام بیرون آرد آنرا تا آں کہ آرزو
برند زندگان مردگان را یعنی تمام درہائے
رحمت از آں آسمان و زمین در زمان
وے حق تعالی بکشاید و فیض تمام
بر دلہائے قابلاں ببارد و آنچہ
در دلہائے ایشاں است از تخم
توحید و معرفت برویاند و اثر حیات

مہدی مصطفیٰ کے تابع تمام ہیں جیسا کہ نبی
نے فرمایا کہ مہدی میرے نقش قدم پہ چلے گا اور
خطا نہیں کرے گا پس مہدی کی ذات کے لئے
یہی دلیل کافی ہے اور یہ علامت مسلمانوں کی ایک
جماعت نے آپکی ذات میں پائی اور تحقیق کی اور
احادیث سے دوسرے دلائل بھی ثابت ہوئے ہیں چنانچہ
بخاری و مسلم میں اور مصابیح مشارق اور قرطبی میں
یہ ہے کہ نبی کریم صلعم نے فرمایا مہدی مجھ سے ہوگا
روشن پیشانی والا اونچی ناک والا اور پیوستہ
ابرو والا اور نبی صلعم نے فرمایا کہ (وہ مہدی) میرے
نقش قدم پہ چلے گا اور خطا نہیں کرے گا اور نبی
نے فرمایا کہ راضی ہو جائیں گے اس سے (مہدی سے)
زمین اور آسمان کے رہنے والے اور نہیں چھوڑے
گا آسمان اپنی بارشوں میں سے کسی چیز کو مگر اس
کو برسا دے گا اور نہیں چھوڑے گی زمین اپنی
نباتات میں سے کسی چیز کو مگر اس کو اگا دے گی
یہاں تک کہ آرزو کریں گے زندے مردوں کی اور
علماء اہل تحقیق نے اس حدیث کی شرح یوں کی ہے
کہ آپکے (مہدی کے) حسن اخلاق سے تمام فرشتے پریاں
اور آدمیاں راضی ہو جائیں گے اور نہیں چھوڑے
گا آسمان اپنی بارشوں میں سے کسی چیز کو مگر اس کو
برسا دے گا اور نہیں چھوڑے گی زمین اپنی نباتات
میں سے کسی چیز کو مگر اس کو اگا دے گی یہاں تک
کہ آرزو کریں گے زندے مردوں کی یعنی آپکے
زمانے میں آسمان اور زمین سے تمام رحمت کے

در ذات ہائے ایشاں پیدا شود تا آنکہ
آرزو برند بر حیات مردگاں خود را،
قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم بلاء یصیب
ھٰذہٖ الامۃ حتی لا یجد الرجل ملجاء یلجاء
الیہ فیبعث اللہ رجلاً من اھل بیتی اسمہٗ
اسمی وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم کیف
تھلک امتی انا فی اولھا وعیسیٰ فی اخرھا والمھدی
من اھل بیتی فی وسطھا وقال النبی صلی اللہ
علیہ وسلم لو لم یبق من الدنیا الا یوم
واحد لطول اللہ ذٰلک الیوم حتی یبعث
رجلاً من عترتی فیملاء بہ الارض قسطا و
عدلا کما ملئت جوراً وظلما وقال النبی
صلی اللہ علیہ وسلم الا ایھا الناس انما
انا بشر مثلکم یوشک ان یاتینی رسول ربی
فاجیب وانا تارک فیکم ثقلین اولھما
کتاب اللہ تعالیٰ فیہ النور والھدیٰ فخذوا
بکتاب اللہ واستمسکوا بہ واھل بیتی اذکر
کم اللہ فی اھل بیتی اذکرکم اللہ فی اھل بیتی
و نیز حضرت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم
بہ ابوذرؓ فرمودہ است مسکین ابوذر
یمشی وحدہٗ واللہ فی السماء فرد و ابوذر فی الارض
فرو کن فرد الفرد یا اباذر ان اللہ جمیل یحب
الجمال ثم قال یا اباذر تاری ما غمی
وفکری والی ای شئ اشتیاقی فقال
اصحابہ خبرنا یا رسول اللہ بغمک

کے دروازے اللہ تعالیٰ کھول دے گا اور صلاحیت
رکھنے والوں کے دلوں پر اللہ کے فیض کی کامل بارش
ہوگی اور ان کے دلوں میں اللہ کی توحید و معرفت کے
جتنے بھی تخم ہوں گے وہ سب اُگیں گے اور حیات
کا اثر ان کی ذاتوں میں پیدا ہوگا یہاں تک کہ وہ آرزو
کریں گے کہ کاش اس زمانہ میں ہمارے مردے زندہ
ہوتے اور نبی صلعم نے فرمایا کہ اس امت پر ایک آزمائش
ہوگی یہاں تک کہ کسی کو کوئی پناہ گاہ نہیں ملے گی جس میں
وہ پناہ لے پس (اس خطرناک حالت کو دور کرنے کے
لئے) اللہ تعالیٰ میری اہل بیت سے ایک مرد کو مبعوث کرے گا
اس کا نام میرا نام ہوگا اور نبی صلعم نے فرمایا کہ میری امت
کیسے ہلاک ہوگی کہ میں اس کے اول میں ہوں اور عیسیٰؑ اس
کے آخر میں ہیں اور میری اہل بیت سے مہدیؑ اس کے درمیان
ہے نبی صلعم نے فرمایا کہ اگر دنیا ختم ہو کر ایک دن بھی باقی
رہ جائے تو اللہ تعالیٰ اس دن کو اتنا لمبا کرے گا کہ میری
آل میں سے ایک مرد کو مبعوث کرے گا پس وہ زمین کو
کو عدل و انصاف سے بھر دے گا جیسا کہ وہ جور و ظلم
سے بھری گئی تھی نبی صلعم نے فرمایا سنو اے لوگو میں
تمہارے ہی جیسا بشر ہوں قریب ہے کہ میرے پاس
میرے رب کا قاصد آئے اور میں اس کی دعوت کو
قبول کروں (میری رحلت قریب ہے) اور میں تم میں دو
بڑی بھاری چیزوں کو چھوڑ کر جا رہا ہوں ان میں سے ایک
اللہ کی کتاب ہے جس میں نور و ہدایت ہے پس تم خدا
کی کتاب کو لو اور اس کو مضبوط پکڑے رہو اور دوسری
میری اہل بیت میں اپنی اہل بیت میں تم کو اللہ کو یاد دلاتا

فیکون لك ثم قال آه واشوقاه الی لقاء اخوانی
فقال اصحابه نحن اخوانك یا رسول
الله قال انتم اصحابی وهم اخوانی یکونون
من بعدی شانهم کشان الانبیاء وهم
عند الله بمنزلة الشهداء یفرون
من الاباء والامهات والاخوات والا
خوان والابناء ابتغاء لمرضات الله
تعالی وهم یترکون المال لله ویذللون
انفسهم بالتواضع لا یرغبون فی الشهوات
وفضول الدنیا ویجتمعون فی بیوت
الله تعالی مغمومین محزونین من حب
الله وقلوبهم الی الله وروحهم من الله
وعدلهم الله اذا مرض واحد منهم هو
افضل عند الله من عبادة الف سنة
وان شئت ازیدك یا اباذر قال قلت
بلی یا رسول الله قال الواحد منهم یموت
فهو کمن مات من فی السماء لکرامتهم علی الله
وان شئت ازیدك یا اباذر قال قلت
بلی یا رسول الله قال الواحد منهم یؤذیه
قملة فی ثیابه فله عند الله اجر سبعین حجة
وغزوة وکان له اجر عتق اربعین رقبة
من ولد اسماعیل علیه السلام کل واحد
منهم باثنی عشر الفا وان شئت ازیدك
یا اباذر قال قلت بلی یا رسول الله قال الواحد
منهم یذکر اهله ثم یغتم یکتب له بکل

میں اپنی اہل بیت میں تم کو اللہ کو یاد دلاتا ہوں میں
اپنی اہل بیت میں تم کو اللہ کو یاد دلاتا ہوں (میں
اپنی اہل بیت میں تم کو اللہ کو یاد دلاتا ہوں) اور
نیز حضرت مصطفےٰؐ نے ابوذرؓ سے فرمایا ہے کہ مسکین
ابوذرؓ تنہا چل رہا ہے اور اللہ آسمان میں تنہا ہے
اور ابوذر زمین میں تنہا ہے اے ابوذر تو تنہا کے لئے تنہا
ہو جا بے شک اللہ جمیل ہے جمال کو دوست رکھتا ہے
پھر آنحضرتؐ نے فرمایا اے ابوذر کیا تو جانتا ہے کہ میرا
غم اور میری فکر کیا ہے اور مجھے کس بات کا شوق ہے
تو آپؐ کے اصحاب نے کہا کہ یا رسول اللہ آپؐ ہم کو
بتائیے کہ آپؐ کو کیا غم اور کیا فکر ہے پھر آپؐ نے فرمایا
کہ آہ میرے بھائیوں کی ملاقات کا شوق ہے تو آپؐ کے
اصحاب نے کہا کہ ہم آپؐ کے بھائی ہیں آپؐ نے فرمایا کہ تم
میرے اصحاب ہو اور وہ میرے بھائی ہیں جو میرے بعد
ہونے والے ہیں ان کی شان انبیا کی شان جیسی ہو گی اور
وہ اللہ کے پاس شہیدوں کے مرتبہ میں ہوں گے خدا کی
خوشنودی کے لئے وہ اپنے ماں باپ بھائی بہن اور بچوں
سے بھاگیں گے اور وہ خدائے تعالیٰ کے لئے مال و دولت
کو ترک کر دیں گے اور ان کی تواضع ایسی ہو گی کہ اپنی ذاتوں
کو حقیر سمجھیں گے شہوتوں اور دنیا کی فضول باتوں کی
رغبت نہیں کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کے گھروں میں کسی
ایک گھر میں جمع رہیں گے اللہ کی محبت کی وجہ سے غمگین
اور رنجیدہ رہیں گے ان کے دل اللہ کی طرف لگے
رہیں گے اور ان کا رزق اللہ کی جانب سے ہو گا، اور
ان کا سارا کام خاص اللہ کے لئے ہو گا ان میں سے

نفس الف الف درجة وان شئت ازيدك
يا اباذر قال قلت بلى يارسول الله قال الواحد
منهم يصلي ركعتين في اصحابه افضل عند الله
من رجل يعبد الله تعالى في جبل لبنان عمر
نوح عليه السلام الف سنة وان شئت ان
يدك يا اباذرؓ قال قلت بلى يارسول الله قال الواحد
منهم يسبح تسبيحة خيرله يوم القيمة
من ان يسير معه الجبال الدنيا ذهبا وان
شئت ازيدك يا اباذر قال قلت بلى يارسول
الله قال من نظر نظرة ينظر الى بيت احد
منهم احب الى الله من نظرة للبيت الله
ومن ينظر اليه فكانما ينظر الله ومن
ستره فكانما ستر الله ومن اطعمه فكا
نما اطعم الله تعالى وان شئت ازيدك
يا اباذر قال قلت بلى يارسول الله قال يجلس
اليهم قوم مصرين مثقلين من الذنوب
ما يقومون من عندهم حتى ينظر الله
اليهم ويغفر لهم ذنوبهم لكرامتهم على
الله يا اباذر ضحكهم عبادة ومزاحهم،
تسبيح ونومهم صدقة ينظر الله اليهم
في كل يوم سبعين مرة يا اباذر اني اليهم
مشتاق الى لقائهم ثم اطرق راسه مليا ثم
رفع راسه وبكى حتى دمعت عيناه فقال
واشوقاه الى لقائهم وقال صلى الله عليه وسلم
اللهم احفظهم وانصرهم على من خالفهم

کوئی ایک بیمار ہوگا تو اللہ کے پاس اس کی بیماری ہزار
برس کی عبادت سے افضل ہوگی اے ابوذرؓ اگر تو
چاہتا ہے تو میں اور بھی کچھ کہنا چاہتا ہوں ابوذرؓ نے
کہا میں نے کہا کیوں نہیں یارسول اللہؐ، رسول اللہؐ
نے فرمایا کہ ان میں سے کوئی مرے گا تو اس کی موت
آسمان میں رہنے والوں کی موت کے مانند ہوگی کیوں
کہ اللہ کے پاس ان کی بزرگی ایسی ہی ہے اے ابوذرؓ
اگر تو چاہتا ہے تو میں کچھ اور کہنا چاہتا ہوں۔ ابوذرؓ نے
کہا کیوں نہیں یارسول اللہ، رسول اللہ نے فرمایا اگر ان
میں سے کسی ایک کے کپڑے میں سے کوئی جوں اس کو
کاٹے تو اللہ کے پاس ستر حج اور غزووں کا ثواب
ملے گا۔ اور اولاد اسمٰعیل کے چالیس غلاموں کو آزاد کرنے
کا ثواب ملے گا۔ ان میں سے ہر ایک بارہ ہزار کے مقابلہ کا
ہوگا۔ اے ابوذر اگر تو چاہتا ہے تو میں کچھ اور کہنا چاہتا ہوں
ابوذرؓ نے کہا میں نے کہا کیوں نہیں یارسول اللہ، رسول
اللہؐ نے فرمایا ان میں سے ایک اپنے اہل وعیال کو یاد کرے
گا پھر غمگین ہوگا تو اس کی ہر سانس کے عوض ہزار ہزار درجہ
ملیں گے رسول اللہؐ نے فرمایا اے ابوذرؓ اگر تو چاہتا ہے
تو میں کچھ اور کہنا چاہتا ہوں۔ ابوذرؓ نے فرمایا میں نے کہا کیوں
نہیں یارسول اللہ، رسول اللہؐ نے فرمایا کہ ان میں کا ایک
اپنے اصحاب کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھے گا تو وہ اللہ
کے پاس اس آدمی سے افضل ہے جو نوح علیہ السلام
کی عمر ہزار سال پاکر کوہ لبنان میں اللہ کی عبادت کرتا ہو
رسول اللہؐ نے فرمایا اے ابوذرؓ اگر تو چاہتا ہے تو میں کچھ
اور کہنا چاہتا ہوں ابوذر نے کہا میں نے کہا کیوں نہیں یا

واقرعینی بهم الی یوم القیمة ثم قرأ الا
ان اولیاء الله لاخوف علیهم ولاهم
یحزنون. وایں اخبار در حق مهدیؑ
وارد شده است علماء سلف ایں را
بمنزله تواتر داشته اند چنانچه در قرطبی
می آرد، وقد تواترت الاخبار واستفاضت
بکثرة رواتها عن النبی صلی الله علیه و
سلم فی حق المهدی و بعضے اخبار که
یک دیگر متعارض اند علماء سلف آں را
تطبیق بدیں داده اند که مجی او حق است
واختلاف در علامات است چنانچه
قال البیهقی فی شعب الایمان واختلف
الناس فی امر المهدی فتوقف جماعة
واحالوا العلم الی عالمه واعتقدوا انه
احد من اولاد فاطمة بنت رسول
الله صلی الله علیه وسلم یخرج فی
آخر الزمان وقال فی شرح المقاصد
فذهب العلماء الی انه امام عادل من
ولد فاطمة رضی الله عنها یخلق الله
متی شاء ویبعثه نصرة لدینه، —
در روایت ہائے دیگر بسیار است
چنانچه در فتوحات می گوید.

شعر

رسول اللہ۔ رسول اللہ ؐ نے فرمایا کہ ان میں سے ایک
تسبیح پڑھے گا تو بہتر ہے اس کے لئے قیامت کے دن
اس بات سے کہ اس شے کے ساتھ دنیا کے پہاڑ سونا
بن کر چلیں رسول ؐ نے فرمایا اے ابوذر اگر تو چاہتا ہے تو میں
کچھ اور کہنا چاہتا ہوں ابوذر ؓ نے کہا میں نے کہا کیوں نہیں
یا رسول اللہ رسول اللہ ؐ نے فرمایا کہ جو شخص ان لوگوں میں
سے کسی ایک کے گھر کی طرف ایک نظر بھی دیکھے گا تو وہ اللہ
کے پاس بیت اللہ کو دیکھنے سے زیادہ محبوب ہوگا
اور اگر کوئی شخص ان میں سے کسی ایک کو دیکھے گا تو گویا
وہ اللہ کو دیکھ رہا ہوگا اور جو شخص ان میں سے ایک کی
ستر پوشی کرے گا تو گویا اس سے اللہ کی ستر پوشی کی
اور اگر ان میں سے کسی ایک کو کھانا کھلائیگا تو گویا اس نے
اللہ کو کھانا کھلایا رسول اللہ ؐ نے فرمایا اے ابوذر ؓ اگر تو
چاہتا ہے تو میں کچھ اور کہنا چاہتا ہوں ابوذر ؓ نے کہا میں
نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہ ؐ، رسول اللہ ؐ نے فرمایا ان کے
پاس اگر ایسے لوگ بیٹھیں گے جو بار بار گناہ کئے ہوں،
اور گناہوں سے بھرے ہوئے ہوں گے جب وہ ان کے
پاس سے اٹھنے لگیں گے تو اللہ ان کو رحمت سے دیکھے گا
اور اللہ کے پاس ان کی کرامت کی وجہ سے ان بیٹھنے والوں
کے گناہوں کو اللہ معاف کر دے گا اے ابوذر ؓ ان کا
ہنسنا عبادت ہے اور ان کی خوش طبعی تسبیح ہے اور
ان کی نیند زکوٰۃ ہے اللہ تعالیٰ ہر روز ان کو ستر دفعہ نظر
رحمت سے دیکھتا ہے۔ اے ابوذر ؓ میں ان کے دیدار کا
مشتاق ہوں پھر تھوڑی دیر تک اپنے سر کو رسول اللہ ؐ
نے جھکا لیا پھر اپنا سر اٹھایا اور روئے یہاں تک کہ آپ ؐ کی

ہر دو چشم مبارک سے آنسو جاری ہو گئے اور فرمایا
کہ مجھے ان کے دیدار کا کیا ہی شوق ہے رسول اللہ
نے فرمایا کہ اے اللہ ان کی حفاظت کر اور ان کے
مخالفین کے مقابلہ میں ان کی مدد فرما اور قیامت
کے دن ان کی مدد فرما اور قیامت کے دن ان کے
دیدار سے میری آنکھ ٹھنڈی کر اور آپؐ نے یہ
آیت شریفہ پڑھی سنو بیشک اللہ کے اولیاء
نہ ان کو کسی کا ڈر ہے اور نہ وہ غمگین ہوتے ہیں
اور یہ حدیثیں مہدیؑ کے حق میں وارد ہوئی ہیں
علماء سلف نے ان احادیث کو تواتر کے درجہ میں
رکھا ہے چنانچہ قرطبی میں لاتا ہے کہ نبیؐ سے مہدیؑ
کے حق میں جو حدیثیں مروی ہیں حد تواتر کو پہنچ چکی
ہیں اور ان کے راوی بکثرت ہیں. اور بعض حدیثیں
جو باہم متعارض ہیں علماء سلف نے ان کی تطبیق اس
طرح دی ہے کہ مہدیؑ کا آنا حق ہے اور علامتوں میں
اختلاف ہے چنانچہ شعب الایمان میں کہا ہے کہ
لوگوں نے مہدیؑ کے امر میں اختلاف ہے اور ایک
جماعت میں توقف کیا ہے اور علم حقیقی کا حوالہ عالم حقیقی
حق تعالیٰ کی طرف کیا ہے. اور یہ اعتقاد کیا ہے
کہ مہدیؑ فاطمہ بنت رسول اللہ کی اولاد میں سے
ایک ہے جو آخری زمانہ میں نکلے گا اور شرح مقاصد
میں کہا ہے کہ علماء اس بات کی طرف گئے ہیں کہ مہدیؑ اولاد
فاطمہ میں سے امام عادل ہے اللہ جب چاہے گا اس کو پیدا
کریگا اور اپنے دین کی نصرت کے لئے اس کو مبعوث کرے گا.
اور دوسری بہت سی روایتیں ہیں چنانچہ فتوحات میں کہتا ہے کہ

الا ان ختم الاولیاء شہید
وعین امام العارفین فقید
ھو السید المھدی من آل احمد
ھو الصارم الھندی حین یبید
ھو الشمس تجلو کل غیم وظلمۃ
ھو الوابل الوسمی حین یجید

وقال امیر المومنین علی بن ابی طالب ، کرم اللہ وجہہٗ.

بنی اذا ماجاشت الترک فانتظر
ولایۃ مھدی یقوم فیعدل
وذل ملوک الارض من آل ھاشم
وبویع منھم من یلذ ویھذل
صبی من الصبیان لارای عندہ
ولا عندہ جد ولا ھو یعقل
فثم یقوم قائم الحق منکم
وبالحق یاتیکم وبالحق یعمل
سمی رسول اللہ نفسی فداءہ
فلا تخذلوہ یا بنی عجلوا.

وایں صفت ہا دریں احادیث وروایات ثابت شدہ اند در ذات سید محمد مہدی پیدا است دریں ہیچ اختلاف نیست وچوں مقصود حق تعالیٰ در فرستادن مہدی آں باشد کہ نصرت دین خدائے را کند وبواسطہ آں ذات مردماں توحید ومعرفت

سنو بے شک خاتم الاولیاء موجود ہونے والا ہے جبکہ امام العارفین کا وجود نہیں رہے گا. وہ سید مہدی ہے جو آل احمد سے ہو گا وہ ہندی تلوار ہے جس وقت کہ وہ مٹائے گا بدعتوں کو اور گمراہیوں کو. وہ آفتاب ہے جو ہر تاریکی اور اندھیرے کو دور کر دیتا ہے وہ موٹے بوندوں والی موسمی بارش ہے اپنی فیض رسانی میں اور حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے کہ اے میرے عزیز بیٹے جب ترک حملہ کریں تو مہدی کا انتظار کر کہ مہدی صاحب حکومت ہو گا اور انصاف کرے گا اور آل ہاشم میں سے سلاطین زمین ذلیل ہو جائیں گے اور بیعت کیا جائے گا ان میں سے وہ شخص جو کمزور اور کم طاقت ہو گا بچوں میں سے ایک بچہ ہو گا اور وہ صاحب الرائے نہیں ہو گا اور نہ اس کے پاس کوئی کوشش ہو گی اور نہ وہ صاحب عقل ہو گا اور پھر تم میں سے ایک حق کو قائم کرنے والا قائم ہو گا. اور حق کے ساتھ تمہارے پاس آئے گا اور حق پر عمل کرے گا. وہ رسول اللہ کا ہم نام ہو گا میری جان اس پر فدا ہو، اے میرے بچو! تم اس کو مت چھوڑو اور اس سے بیعت کرنے جلدی کرو اور یہ اوصاف جو ان احادیث اور روایات میں ثابت ہوئے ہیں سید محمد مہدی کی ذات میں پیدا ہیں ان میں کوئی اختلاف نہیں ہے کیونکہ اللہ کا مقصود مہدی کے بھیجنے میں یہ ہے کہ دین خدا کی نصرت کرے اور اس ذات کے واسطے سے لوگ اللہ کی توحید اور اللہ کی معرفت حاصل کریں پس دوسری علامتیں جن میں اختلاف ہے وہ مقصود

ے مقصود کے خلاف ہیں یعنی اللہ کی توحید اور اللہ کی معرفت کی دعوت کے خلاف ہیں.

حاصل کنند پس دیگر علامات کہ
دراں اختلاف است و رائے مقصود
است اگر یافتہ نشود کسیے بداں
سبب آں ذات را دروغ گو دارد
با او مخالفت نماید ظلم بر نفس خود کند
زیرا کہ او می گوید ہر چہ می کنم و می گویم
بواسطہ خبرے کہ مرا از خدائے می رسد و بر
ثبوت آن دعویٰ حجت از کتاب خدائی
آوردہ است و ایں از دو حال خالی نیست
یا راست گو است یا دروغ گو اگر دروغ
گو است پس ضرر و وبال بروئیست
کہ ستمگار تر است و اگر راست
گو است پس ضرر و وبال بر مکذبانیست
کہ ستمگار ترند کہ وے را دروغ گو دارند
کقولہ تعالیٰ فمن اظلم ممن افتریٰ
علی اللہ کذبا او کذب بآیاتہ انہ لا یفلح
المجرمون (جزء ۱۱ رکوع ۷). وقال اللہ تعالیٰ
وان یک کاذبا فعلیہ کذبہ وان یک صادقا
یصبکم بعض الذی یعدکم (جزء ۲۴ رکوع ۹).
وایں آیت را خدائے تعالیٰ برائے ترغیب
وتسلی دل مومناں فرستادہ است زیرا
کہ در ہر زمانے کہ حق تعالیٰ رسول را
فرستادہ است اہل زماں اختلاف کردند
وکذباں در مصدقاں طعنہا زدند و مخالفت
نمودند و گفتند کہ چرا بر سخن دروغگو اعتماد می

کے خلاف ہیں اگر وہ مہدی میں نہ پائی جائیں اور محض
ان علامتوں کی وجہ سے اگر کوئی شخص اس ذات کو
دروغگو کہے اور اس سے مخالفت کرے تو اپنے نفس
پر ظلم کرتا ہے کیونکہ مہدی فرماتے ہیں کہ میں جو کچھ کرتا ہوں
اور جو کچھ کہتا ہوں بذریعہ اس چیز کے ہے جو مجھ کو خدا
سے پہنچتی ہے اور اس دعویٰ کے ثبوت پر کتاب خدا سے
دلیل لائی ہے اور یہ دو حال سے خالی نہیں ہے۔ یا
وہ سچ کہہ رہے ہیں یا جھوٹ کہہ رہے ہیں تو اس کا
بوجھ اور نقصان ان کی ذات پر ہے کہ زیادہ ظالم
ہیں اور اگر یہ سچ کہہ رہے ہیں تو نقصان اور بوجھ جھٹلانے
والوں پر ہے کہ یہ لوگ زیادہ ظالم ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے کہ اس سے بڑھ کر ظالم کون جو بہتان باندھے
اللہ پر جھوٹا یا جھٹلائے اس کی آیتوں کو بے شک
بھلا نہیں ہوتا گنہگاروں کا اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
اور اگر یہ جھوٹا ہے تو اسی پر پڑے گا اس کے جھوٹ
کا وبال اور اگر سچا ہے تو تم پر آپڑے گا اس (عذاب)
میں سے جس کا یہ تم سے وعدہ کرتا ہے اور اس آیت
کو اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے دل کی تسلی اور ترغیب کے
لئے بھیجا ہے کیونکہ ہر زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے رسول کو
جو بھیجا ہے تو اہل زمانہ نے اختلاف کیا اور جھٹلانے
والوں نے مومنوں پر طعنہ زنی کی اور مخالفت کی اور کہا
کہ کس لئے جھوٹے کی بات پر اعتماد کرتے ہو ہلاک
ہو جاؤ گے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ایسا نہیں ہے بلکہ خدا کا
احسان صادقوں پر جو خدا کے لئے خدا کے رسول کے فرماں
بردار ہوئے اور اس کے جھوٹ کا نقصان ان پر عائد

کنید پاک خواهید شد حقتعالی فرموده نه خیال
است بلکه منت خدای بر صادقان است
که اورا برائے خدای منقاد شدند وخبر به کذب
وے بر ایشان عاید نمی شود واگر او در دعوی
خود صادق است پس وعدهای نعمت خدای
ایشان راست پس طالبان حق وصاحبان
خرد را همین قدر بسنده است حق تعالی از احوال
اولوالالباب در کلام خویش خبر داد قوله
تعالی ربنا اننا سمعنا منادیا ینادی للایمان ان
امنوا بربکم فامنا. مهدیؑ نیز از جمله مناد
یان است وهمین ندا کند که بگروید به پروردگار
خویش وچون صاحب خردان این ندا شنید
ند ودیدند که مخبر صادق است وندای او
حق است پس بیکبارگی منقاد گشتند
وگفتند امنا پس بدان ای عزیز هر کرا حق
تعالی اهل این معنی گردانیده باشد که اقوال
وافعال وی دلالت می کنند بر کمال وی آن
حقیقت که موجب تصدیق است در ذات
وی یافته می شود تمام احوال وافعال او
موافق با کتاب خدا ورسول وی باشد
پس هر که با این چنین کس از جهت حسد و
عناد وعداوت کند ومخالفت نماید
آن کس مخالفت نماید آن کس مخالف
کتاب خدای ورسول واز اتفاق علمای سلف
بیرون باشد زیرا که اتفاق سلف بر این

نہیں ہوتا ہے اگر خدا کا رسول اپنے دعوی میں سچا ہے
تو خدا کی نعمت کے وعدے صادقوں کے لئے ہیں پس
طالبان حق اور صاحبان عقل کے لئے اسی قدر کافی ہے
اللہ تعالی نے صاحبان عقل کے احوال سے اپنے کلام
میں خبر دی ہے اللہ تعالی فرماتا ہے اے ہمارے رب ہم نے
سنا ایک منادی کو کہ ندا کرتا ہے ایمان کی ایمان لاؤ تم
اپنے رب پر تو ہم ایمان لائے مہدیؑ بھی منادیوں کے
منجملہ ایک منادی ہے اور یہی ندا کرتا ہے کہ تم ایمان لاؤ
اپنے پروردگار پر اور جب اصحاب عقل نے مہدیؑ کی یہ
ندا سنی تو دیکھا کہ مخبر صادق ہے اور اس کی ندا حق ہے
پس فوراً مطیع و منقاد ہو گئے اور کہا کہ ہم ایمان لائے
پس جان اے عزیز جس کو اللہ تعالی اس دعوی مہدیت
کا اہل بنایا ہو اور اس کے اقوال و افعال اس کے کمال پر
دلالت کرتے ہوں تو یہی بات اس کی تصدیق واجب
کرنے والی ہے جو اس کی ذات میں پائی جاتی ہے اس کے
تمام احوال و افعال خدا کی کتاب اور اس کے رسولؐ کے
ساتھ موافق ہیں پس جو شخص کہ حسد و عناد کی وجہ سے ایسی
ذات سے دشمنی اور مخالفت کرے گا تو وہ شخص کتاب
خدا اور رسول خدا کا مخالف ہوگا اور علما سلف کے
اجتماع سے باہر ہو جائیگا۔ کیونکہ سلف کا اتفاق اس
بات پر ہے کہ جو حکم کتاب و سنت سے ثابت ہوا ہو
وہ تصدیق کو واجب کرنے والا ہوتا ہے ایمان کے بارے
میں علما سلف نے اس طرح گفتگو کی ہے۔

مقصد ثانی اس باب میں کہ ایمان کیا بڑھتا اور
گھٹتا ہے اس کو ایک جماعت میں ثابت کیا ہے اور

است کہ ہر چہ از کتاب و سنت ثابت شدہ است آں موجب تصدیق است و درباب ایمان ہمچناں گفت گوی کردہ اند۔

المقصد ثانی فی ان الایمان

ھل یزید وینقص اثبتہ طائفۃ ونفیہا آخرون قال الامام الرازی وکثیر من المتکلمین ھو بحث لفظی لانہ فرع تفسیر الایمان فان قلنا ھو التصدیق فلا یقبلھما لان الواجب ھو الیقین وانہ لا یقبل التفاوت لا بحسب ذاتہ لان التفاوت انما ھو احتمال الیقین وھو ای احتمالہ ولو بابعد وجہ ینافی الیقین فلا یجامعہ ولا بحسب متعلقہ لانہ جمیع ما علم بالضرورۃ مجی الرسول بہ والجمیع من حیث ھو جمیع لا یتصور فیہ تعدد والا لم یکن جمیعا وان قلنا ھو الاعمال اما وحدھا او مع التصدیق فیقبلھما وھو ظاھر والحق ان التصدیق یقبل الزیادۃ والنقصان بوجھین ای بحسب الذات وبحسب المتعلق الاول انہ یقبل القوۃ والضعف فان التصدیق من الکیفیات النفسانیۃ متفاوتۃ قوۃ وضعفا قولکم الواجب ھو الیقین والتفاوت

دوسروں نے اس کی نفی کی ہے امام رازی اور بہت سے متکلمین نے کہا ہے کہ یہ بحث لفظی ہے کیونکہ یہ تفسیر ایمان کی فرع ہے اگر ہم ایمان کی یہ تعریف کریں کہ وہ تصدیق ہے تو ایمان گھٹنے اور بڑھنے کو قبول نہیں کرتا کیونکہ واجب وہ یقین ہی ہے اور اس میں کمی و بیشی کو قبول کرنے کی صلاحیت نہیں ہے نہ اس کی ذات کے اعتبار سے اور نہ اس کے متعلق کے اعتبار سے اس لئے نہیں کہ کمی بیشی نقیض کے احتمال کو کہتے ہیں اور وہ یعنی احتمال اگرچہ کہ بعید ترین وجہ کے ساتھ ہو یقین کے منافی ہے اور یقین کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتا اور نہ اعتبار متعلق اس لئے نہیں کہ تمام وہ چیزیں ہیں جو بالضرورت مانی گئی ہیں رسول کے لانے سے اور جمیع من حیث ہو جمیع اس میں تعدد کا تصور نہیں ہو سکتا اور اگر ہم یہ کہتے ہیں کہ اعمال کا نام ہوگا یا اعمال و تصدیق کا نام ہوگا پس ایمان دونو کو قبول کرے گا اور یہ ظاہر ہے اور حق یہ ہے کہ تصدیق، زیادتی اور کمی کو قبول کرتی ہے دونو وجہوں سے یعنی ذات کے اعتبار سے اس لئے کہ وہ قوت اور ضعف کو قبول کرتی ہے کیونکہ تصدیق کیفیات نفسانیہ میں سے ہے جو قوت و ضعف کو قبول کرتی ہے کیونکہ تصدیق کیفیات نفسانیہ میں سے ہے جو قوت اور ضعف کے اعتبار سے تفاوت رکھنے والی ہے تمہارا یہ کہنا کہ واجب وہی یقین ہے اور تفاوت نہیں ہوتا ہے مگر احتمال نقیض سے تو ہم اس کو تسلیم نہیں کرتے کیونکہ تفاوت فقط اس احتمال کی وجہ سے ہے کیونکہ

ے کیونکہ گھٹنا اور بڑھنا دونو ایک دوسرے کی نقیض ہیں پس جتنا گھٹ سکتا ہے اتنا ہی بڑھ سکتا ہے پس یہی معنی احتمال نقیض کے ہیں۔